بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماھنامہ

انوار مدینہ

جلد : ۱۹	ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ / مارچ ۲۰۱۱ء	شمارہ : ۳

سیّد محمود میاں مُدیر اعلیٰ	**سیّد مسعود میاں** نائب مُدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے........سالانہ ۲۰۰ روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ ۷۵ ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ ۲۰ ڈالر

امریکہ .... سالانہ ۲۵ ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کا اِی میل ایڈریس

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

fatwa_abdulwahid1@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ MCB (0954) 7914-2

رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302

جامعہ مدنیہ جدید : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

فون/فیکس : 042 - 37703662

رہائش ''بیت الحمد'' : 042 - 36152120

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	٦
مسئلہ رجم	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۱
اَنفاسِ قدسیہ	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ	۳۰
تربیتِ اَولاد	حضرت مولانا محمد اَشرف علی صاحب تھانویؒ	۳۴
حضرت اِمام حسن بن علی رضی اللہ عنہما	حضرت مولانا شاہ معین الدین صاحب ندویؒ	۳۷
دارُالعلوم دیو بند کے مردِ دَانا ودَرویش کی رِحلت	حضرت مولانا نور عالم خلیل صاحب اَمینی	۴۴
اِسلام کی اِنسانیت نوازی	حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری	51
دینی مسائل		۵۵
اخبار الجامعہ		

ماہنامہ اَنوار مدینہ لاہور میں اِشتہار دے کر آپ اَپنے کاروبار کی تشہیر

اَور دینی اِدارہ کا تعاون ایک ساتھ کر سکتے ہیں !

نرخ نامہ

بیرون ٹائٹل مکمل صفحہ	2000		اَندرون رسالہ مکمل صفحہ	1000
اَندرون ٹائٹل مکمل صفحہ	1500		اَندرون رسالہ نصف صفحہ	500

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ، اَمَّابَعْدُ!

۲۷ر جنوری کو لاہور میں نام نہاد اَمریکی سفارتکار نے اپنی کار سے فائرنگ کر کے دو موٹر سائیکل سوار پاکستانی مسلمان شہریوں کو شہید کر دیا وَاردات کے بعد موقع پر مجرم کی مدد کے لیے قونصل خانہ سے وَن وے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے آنے والی گاڑی نے ایک غریب سائیکل سوار شہری کو کچل کر موقع پر شہید کر دیا۔ مشتعل شہریوں نے ریمنڈ ڈیوس نامی اَمریکی کو پکڑ کر پولیس کے حوالہ کر دیا۔ ملزم سے ممنوعہ بور کا غیر قانونی اسلحہ لمبی رسائی کا ممنوعہ وائرلیس چھاؤنی اَور دیگر حساس مقامات کے نقشے غیر ملکی کرنسیاں اَور ایک بلینک چیک برآمد ہوا۔ تا حال ملزم نے پولیس سے تعاون نہیں کیا بلکہ دھمکیوں سے کام لیتے ہوئے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔

دُوسری طرف چند روز امریکی ذمہ داروں نے ریمنڈ کی مجرمانہ حرکت پر دو چار بناوٹی مذمتی بیانات دیتے ہوئے مگر مچھ کے آنسو بہائے بعد اَزاں اپنی اَصلیت پر واپس آکر سفارتی اِستثناء کی آڑ میں اُس کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ اَمریکا پاکستان پر مسلسل غیر اَخلاقی دباؤ بڑھاتے ہوئے اُس کی رہائی کا غیر معقول مطالبہ کر رہا ہے جبکہ تا حال امریکا اُس کی بطورِ سفارتکار اہلیت ثابت نہیں کر سکا۔ دُوسری طرف پاکستانی وزارتِ خارجہ کا کہنا ہے کہ ہمارے یہاں اِس شخص کا بطورِ سفارتی اہلکار کہیں اِندراج نہیں ہے بلکہ ذمہ دار حلقوں نے اِس بات

کا بھی اِنکشاف کیا ہے کہ ریمنڈ ڈیوس کا اَصل نام کچھ اَور ہے جس کو اُس نے ظاہر نہیں کیا اَور نہ ہی اپنا پاسپورٹ اَب تک پیش کیا۔ راقم الحروف یہ سطریں تحریر کر ہی رہا تھا کہ قومی روزناموں میں اُس کا اصل نام مائیکل جارج فینڈس بیان کیا گیا اَور ساتھ ہی اَمریکی ذرائع کے ساتھ یہ خبر بھی شائع کی گئی کہ ریمنڈ اَمریکی فوج کی خفیہ سروس M5 کا اہلکار ہے اُسے خفیہ مشن کی تکمیل کے لیے سی آئی اے میں بھیجا گیا تھا، ریمنڈ کو پشتو، اُردو، پنجابی، فارسی، ہندکو اَور مراٹھی زبانوں پر عبور حاصل ہے وہ دسمبر ۲۰۱۰ء میں سی آئی اے کا اسٹیشن چیف مقرر کیا گیا تھا۔ اُس نے ایک بڑی رقم مخصوص لوگوں میں تقسیم کی............۔

مذکورہ بالا واقعات واِنکشافات کی روشنی میں یہ بات پورے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ اپنے کو ریمنڈ کے نام سے موسوم کرنے والا یہ پُر اَسرار اَمریکی قاتل صرف اَور صرف جاسوس ہے جو عرصہ سے اہم جاسوسی مشن پر مامور بے دھڑک پورے ملک میں سرگرمِ عمل ہے اَور اِس کا رُسوائے زمانہ ''بلیک واٹر'' سے تعلق قرینِ قیاس ہے۔

حکومتِ وقت کو چاہیے کہ رنگے ہاتھوں پکڑے جانے والے اِس امریکی غنڈے کے بارے میں غیر مبہم اَور دلیرانہ موقف اِختیار کرتے ہوئے امریکہ پر واضح کردے کہ ہمارے بچوں کا خون بہانے والے اِس سفاک قاتل کو کسی قسم کا اِستثناء حاصل نہیں ہے یہ سفارتکار نہیں بلکہ جاسوس اَور جنگی مجرم ہے جس کی سزا موت کے سوا کچھ نہیں۔

دُنیا بھر میں غیر اَخلاقی بلکہ ظالمانہ اَمریکی سرگرمیوں کے آگے سینہ سپر ہوجانا نہ صرف وقت کی ضرورت ہے بلکہ قومی غیرت کا بھی تقاضا ہے۔ اِس موقع پر سارا ملبہ عدالتوں پر نہ ڈالا جائے بلکہ حکومت کو خود اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے ایسا دوٹوک موقف اِختیار کرنا چاہیے کہ آوارہ کتے امریکہ کو پتہ چل جائے کہ ہڑپ کر لیا جانے والا ہر ''آلو'' ٹھنڈا نہیں ہوتا۔

عافیہ صدیقی کے بدلے مائیکل جارج فینڈس (ریمنڈ) کی رہائی کا معاملہ بالکل بے اصل بات ہے وہ ایک ''بے قصور با عصمت'' خاتون ہے جس کا موازنہ ایک ''بدکردار لوفر'' کے ساتھ کسی طرح بھی مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ عافیہ کی قید سراسر ظلم ہے اُس کی فوری غیر مشروط رہائی اُس کا اخلاقی اَور قانونی حق ہے۔ اَفسوس کہ ہمارے حکمران اِس کے لیے کوشاں نہیں ہیں جبکہ اَمریکی ایک ''مسلّمہ مجرم'' کی غیر قانونی رہائی کے

لیے کتنے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔

کہا جا رہا ہے کہ مائیکل (ریمنڈ) کی رہائی کے لیے کوٹ لکھپت جیل پر اَمریکہ کمانڈو ایکشن کر سکتا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ پہلے ہی سے آرمی کے ذریعہ اِس کا سدِّ باب کر لینا چاہیے تاکہ اَگر کوئی بھی ہنگامی صورت پیش آجائے تو اَمریکہ کو ایک بار پھر تیس برس قبل کے اُس اِیرانی صحرائی آپریشن کی یاد تازہ کرادی جائے جس کے زخم آج تک وہ چاٹ رہا ہے۔

یہ بات بھی سننے میں آرہی ہے کہ مائیکل کی مدد کو اَمریکی قونصل خانہ سے آنے والے قاتل جاسوس امریکی سرکار کی سرپرستی میں خفیہ طور پر پاکستان سے فرار ہو کر اَمریکہ پہنچ چکے ہیں جس سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ مجرموں کے بارے میں ملکی اَور عالمی قوانین کے احترام اَور بالادستی سے بدتہذیب اَمریکیوں کا کچھ تعلق واسطہ نہیں اَور اَخلاقی طور پر یہ دُنیا کی سب سے گری ہوئی قومی حکومت ہے۔ آج سے چند برس قبل اَمریکہ میں شہید ایمل کانسی کے ہاتھوں ایک امریکی جاسوس اِدارے کا ذمہ دار ہلاک ہوا تھا جو کہ خود اَمریکہ ہی کی عالمی نااِنصافیوں کا ردِّعمل تھا، بعد اَزاں اُس کو ڈیرہ غازی خان سے پکڑ کر پاکستانی حکمرانوں نے اَمریکہ کے حوالے کیا اَور اَمریکہ میں اُس پر مقدمہ چلا کر زہریا کرنٹ کے ذریعہ شہید کر دیا گیا۔ اِس حوالے سے بھی آج بجا طور پر ہم یہ حق رکھتے ہیں کہ مفرور قاتل اَور فرار میں مدد دینے والی اَمریکی سرکار کو عدالت کے کٹہرے میں لا کھڑا کریں اَور چھوٹے بڑے دونوں مجرموں کو قرارِ واقعی سزا دے کر جلتے سینوں کی تشفی کا سامان کریں، حق بھی یہی ہے اَور وقت کا بھی تقاضا ہے کہ حساب برابر کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

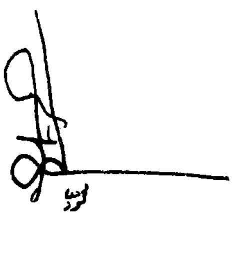

دَرسِ حدیث

مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرتِ اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اَللہ تعالیٰ حضرت اقدس کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

اہلِ یمن کے لیے دُعا۔ ملکِ شام کی تعریف
فلسطین ہجرت کے لیے بہتر جگہ ہوگی۔ شام میں اَبدال کی کثرت
حدیث کی کتابت نبی علیہ السلام کی حیات میں آپ کی اِجازت سے ہوئی

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 64 سائیڈ B 1987 - 01 - 16)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہٖ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہٖ اجمعین امابعد !

جنابِ رسول اللہ ﷺ نے مختلف علاقوں کے بارے میں بتلایا ہے تو اُس میں ایک ذکر آتا ہے یہ کہ آپ نے شام کی تعریف کی ہے یمن کی تعریف کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف دیکھا اُس سمت دیکھا اَور پھر دُعاء فرمائی **اَللّٰھُمَّ اَقْبِلْ بِقُلُوْبِھِمْ** خداوندِ کریم اِن کو دلوں سمیت بُلا یعنی ایسا کردے کہ دِل سے آئیں وہ، یہ جملہ تو ایمان سے تعلق رکھتا ہے کہ وہ لوگ ہمارے پاس آئیں اَور دِل سے آئیں۔

دُوسرا جملہ جو ہے حدیث شریف کا وہ ہے **وَبَارِکْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَمُدِّنَا**[1] اَور برکت عطاء فرمادے ہمارے صاع اَور مُد میں۔ اَب ''صاع'' ایک پیمانہ ہے ''مُد'' ایک پیمانہ ہے مُد چھوٹا پیمانہ ہے صاع بڑا پیمانہ ہے اِس کا جوڑ پہلے جملے سے یہ ہے کہ اَناج کی آمد یمن سے ہوتی تھی تو اہلِ یمن کا آنا ہو تو دِل سے آئیں اَور ہمارے سب کے یعنی ہمارے بھی اَور اہلِ یمن کے بھی پیمانوں میں برکت عطاء فرمادے۔ ہمارے یہاں

[1] مشکوۃ شریف ص ۵۸۲

اَناج تُلتا ہے عرب میں نپتا ہے تو صاع میں وہ تولتے نہیں بلکہ صاع بھر کر دیتے ہیں یا لیتے ہیں۔ تو اَناج کے لیے اُنہوں نے پیمانہ رکھا ہے نہ کہ تول اِس لیے صاع اَور مُد کا لفظ اِستعمال ہوتا ہے میزان کا یعنی ترازو کا لفظ نہیں آتا چونکہ یہ دستور کے خلاف تھا اَور اَب بھی یہی ہے تو وہاں اَناج وغیرہ یہ صاع کے اعتبار سے ہی بِکتا ہے.........۔

ملکِ شام کی تعریف :

اِسی طرح سے شام کے بارے میں اِرشاد فرمایا ہے ایک جملہ طُوْبٰی لِلشَّامُ شام بہت اچھا ہے شام کے لیے اللہ تعالیٰ نے اچھائی پسند فرمائی ہے یا لکھی ہے ہم نے دریافت کیا کہ شام میں بہتری کیوں ہے تو اِرشاد فرمایا چونکہ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے وہاں اپنے پَر پھیلا رکھے ہیں[۱] تو جہاں ملائکہ ہوں اَور مَلَائِکَةَ اللّٰهُ کے بجائے مَلَائِکَةَ الرَّحْمٰنُ فرمایا تو ایک طرح اِشارہ ہوگیا کہ رحمت کے فرشتے وہاں رہتے ہیں تو جہاں رحمت کے فرشتے رہتے ہوں وہاں برکات رہتی ہیں تو شام بہت اچھا علاقہ ہے۔

آگے اِرشاد میں کچھ علاماتِ قیامت بھی آگئیں سَتَخْرُجُ نَارٌ مِّنْ نَّحْوِ حَضْرَ مَوْتَ عنقریب ایک چیز پیش آئے گی وہ یہ ہے کہ حضرموت کی طرف سے آگ نظر آئے گی جلتی ہوئی یا مِنْ حَضْرَ مَوْتَ خاص حضرموت سے وہ برآمد ہوگی تَحْشُرُ النَّاسَ وہ لوگوں کو جمع کرتی چلی جائے گی جمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ لوگ اُس کے آگے آگے ہوں گے لوگ اُس کے آگے آگے جائیں گے تو ایک مجمع کا منظر بن جائے گا۔ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا کہ یہ چیز اگر پیش آئے تو ہم کیا کریں؟ تو اِرشاد فرمایا کہ عَلَیْکُمْ بِالشَّامِ[۲] پھر تم ایسے کرنا کہ شام پسند کرنا اپنے لیے۔ حضرموت یمن کے علاقے کا ایک شہر ہے۔

حدیث کی کتابت نبی علیہ السلام کی حیات میں آپ کی اِجازت سے ہوئی :

اِرشار فرمایا ایک روایت میں اَور یہ روایت سُننے والے ہیں عبداللہ ابن عمرو ابن العاصؓ حضرت عمرو ابن العاص کے بیٹے حضرت عبداللہ، اِن میں اَور والد میں زیادہ فاصلہ نہیں تھا عمر کا بہت تھوڑا فاصلہ تھا اَور یہی ہیں وہ کہ جن کو اِجازت دی تھی رسول اللہ ﷺ نے کہ تم حدیثیں لکھ لیا کرو۔ اِنہوں نے دریافت کیا تھا کہ (جناب کو) کبھی خفگی ہوتی ہے کبھی اِنبساط کی کیفیت ہوتی ہیں تو میں ہر حال میں لکھ لیا کروں تو اِرشاد فرمایا کہ ہاں ہر حال میں لکھ لیا کرو کیونکہ میری زبان سے غلط باتیں نہیں نکلتیں اللہ نے بچا رکھا ہے ایسی چیز سے۔

---

[۱] مشکوۃ شریف ص۵۸۲ [۲] مشکوۃ شریف ص۵۸۲

فلسطین مستقبل میں اچھی ہجرت کی جگہ ہوگی :

وہ کہتے ہیں کہ میں نے جنابِ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے **سَتَکُوْنُ ہِجْرَۃٌ بَعْدَ ہِجْرَۃٍ** ہجرت کے بعد ہجرت ہوگی یعنی ایک ہجرت تو یہ تھی جو فرض تھی رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہوئی اَور ایک ہجرت اَور بھی ہوگی جو بعد کے کسی دَور میں ہونے والی تھی، اَور ہوتا بھی رہا ہے اِس طرح یہ نہیں کہ نہیں ہوئی بلکہ ترکی دور جب ختم ہوا اَور (شریف) حسین آیا ہے تو اُس زمانے میں بھی مدینہ منورہ خالی ہوگیا۔ تو لوگ ریلوں کے ذریعہ سے شام چلے گئے تو ریلوے لائن مدینہ طیبہ تک موجود تھی شام سے، اَور جو جس کے ہاتھ آیا وہ لیا اِس طرح وہ وہاں سے چلے گئے۔

تو کون سی جگہ بہتر ہوگی کون سی جگہ بہتر ہوسکتی ہے تو پھر آپ نے اِرشاد فرمایا **فَخَیَارُ النَّاسِ اِلٰی مُھَاجَرِ اِبْرَاھِیْمَ** بہترین لوگ وہ ہیں جو حضرت اِبراہیم علیہ السلام کی ہجرت کی جگہ چلے جائیں اَور اِنہوں نے ہجرت فرمائی تھی عراق سے کہاں گئے تھے وہ گئے تھے اَرضِ فلسطین کی طرف اَور یہی بیت المقدس کا علاقہ اُنہوں نے پسند فرمایا تھا اَور یہ بھی اِرشاد فرمایا **فَخَیَارُ اَھْلِ الْاَرْضِ اَلْزَمُھُمْ مُھَاجَرَ اِبْرَاھِیْمَ** بہترین لوگ وہ ہیں کہ جو زیادہ مضبوطی سے قائم رہیں حضرت اِبراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہجرت گاہ کے پاس جہاں وہ گئے تھے وہاں جو جائیں وہ سب سے اَفضل ہیں اَور وہاں جمے بھی ہیں **وَیَبْقٰی فِی الْاَرْضِ شِرَارُ اَھْلِھَا** اِس کے علاوہ باقی اَور جگہوں پر اَچھے لوگ نہیں رہتے۔ یہ ایک دَور کوئی آنے والا ہے اَبھی نہیں آثار بھی نہیں ہیں اُس کے **تَلْفِظُھُمْ اَرْضُوْھُمْ**[1] اَور اُن کو اُن کی زمین جو ہے وہ اُنہیں پھینک دے گی، معلوم ہوتا ہے کہ قربِ قیامت میں ہوگی حضرت عیسٰی علیہ السلام کے دُنیا میں آنے اَور واپس جانے کے بعد رُخصت ہوجانے کے بعد وفات کے بعد۔

آپ کی وفات کے وقت اِسلام میں داخل ہونے والوں کی تعداد چار لاکھ سے زائد تھی :

ایک صحابی اَور ہیں اِبنِ حوالہؓ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا **سَیَصِیْرُ الْاَمْرُ اَنْ تَکُوْنُوْا جُنُوْدًا مُجَنَّدَۃً** عنقریب ایسا وقت آنے والا ہے کہ تم لوگ لشکروں کی شکل میں بن جاؤ گے کئی کئی لشکر تمہارے ہوجائیں گے۔ جب رسول اللہ ﷺ دُنیا سے رُخصت ہوئے تو اُس وقت تک مسلمان ہونے

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۸۲

والوں کی تعداد چار لاکھ کچھ ہزار تھی جو اِسلام میں داخل ہوئے ، اِرشاد یہ فرما رہے ہیں کہ عنقریب ایسے ہونے والا ہے کہ تم لوگ بہت سے لشکر بن جاؤ گے کیسے کیسے ہوں گے جُنُدٌ بِالشَّامِ وَجُنُدٌ بِالْیَمَنِ وَجُنُدٌ بِالْعِرَاقِ لشکر شام کی طرف بھی جائے گا یمن کی طرف بھی جائے گا عراق کی طرف بھی جائے گا الگ الگ لشکر ہوں گے تو دِل میں سوال آیا ابن حولہ رضی اللہ عنہ کے تو عرض کیا خِرْ لِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ اَدْرَکْتُ ذَالِکَ اگر مجھے وہ دَور مل جائے اَور اِس طرح سے جہاد کے لیے مسلمانوں کے لشکر ہوں تو میں کون سے علاقے میں شامل ہوجاؤں میرے لیے پسند فرما دیجیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عَلَیْکَ بِالشَّامِ شام چلے جانا فَاِنَّھَا خِیَرَۃُ اللّٰہِ مِنْ اَرْضِہٖ اللہ تعالیٰ کی رُوئے زمین میں وہ بہترین زمین ہے یَجْتَبِیْ اِلَیْھَا خِیَرَتَہٗ مِنْ عِبَادِہٖ اللہ تعالیٰ اپنے جو پسندیدہ بندے ہیں اُن کو اُدھر کھینچ لیں گے یہ بھی ایک دَور آنے والا ہے فَاَمَّا اِنْ اَبَیْتُمْ فَعَلَیْکُمْ بِیَمَنِکُمْ اگر ایسے نہ ہو وہاں نہ جا سکو تو پھر یمن وَاسْقُوْا مِنْ غُدُرِکُمْ اَور جو تمہارے تالاب ہیں اُن میں سے پانی پیو فَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ تَوَکَّلَ لِیْ بِالشَّامِ [۱] اللہ تعالیٰ نے میرے لیے شام کی ذمہ داری قبول فرمائی ہے تو شام میں اِسلام داخل ہوا ہے رہا بھی ہے اَور وہاں پر اَولیاءِ کرام بھی رہتے ہیں۔

شام میں اَبدال :

ایک حدیث میں آتا ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ جناب کے یہ مدِّ مقابل جو ہیں یہ شام والے ہیں تو جناب اِن کے لیے بدعا کریں اِلْعَنْھُمْ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ آپ نے فرمایا لَا ایسے نہیں کیونکہ میں نے جنابِ رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے اَلْاَبْدَالُ یَکُوْنُوْنَ بِالشَّامِ اَبدال شام میں ہوں گے وَھُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا اَور یہ چالیس ہوتے ہیں یا چالیس ہوں گے یا چالیس رہتے ہیں ہر وقت کُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ رَجُلًا جب اِن میں سے کسی کا اِنتقال ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی جگہ دُوسرا پیدا فرما دیتے ہیں یُسْقٰی بِھِمُ الْغَیْثُ وَیُنْتَصَرُ بِھِمْ عَلَی الْاَعْدَاءِ وَیُصْرَفُ عَنْ اَھْلِ الشَّامِ بِھِمُ الْعَذَابُ [۲] اِن ہی لوگوں کی وجہ سے بارش ہوتی ہے اِن ہی کی وجہ سے فتوحات ہوتی ہیں دُشمن کے مقابل اَور اِنہی اہل اللہ کی وجہ سے اہلِ شام کے اُوپر سے عذاب ہٹا رہتا ہے عذاب نہیں آئے گا ، یہ اَبدال اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق رکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے شام کی تعریف کی۔

---

[۱] مشکوۃ شریف ص ۵۸۲ [۲] مشکوۃ شریف ص ۵۸۲

میں وہاں جانے والوں سے پوچھتا تو ہوں کہ وہاں ایسے لوگ ملتے ہیں اِس طرح کے کہ جن کے اُوپر علامات ہوں ولایت کی اُور بزرگی کی تو مجھے لوگ بتلاتے ہیں کہ ہیں وہاں پر اِس طرح کے لوگ کہ جن میں یہ کیفیات محسوس ہوتی ہیں کہ وہ اہل اللہ ہیں خاص طور پر نمایاں طرح سے محسوس ہوتی ہیں، حدیث شریف میں آگیا ہے تو یقیناً اِسی طریقہ پر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اختتامی دُعا......

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) زیرِ تعمیر مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے مجوزہ دَارالاقامہ (ہوسٹل) اُور درسگاہیں

(۳) اَساتذہ اُور عملہ کے لیے رہائش گاہیں

(۴) کتب خانہ اُور کتابیں

(۵) زیرِ تعمیر پانی کی ٹنکی کی تکمیل

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔

علمی مضامین سلسلہ نمبر۴۳ (قسط : ۳)

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

مسئلہ رجم

قاضی القضاہ الامام اَبو یوسف رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۳ھ - ۱۸۲ھ)

یہ اِمام اعظم اَبو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہا کے شاگرد ہیں عمر میں اِمام مالکؒ سے چھوٹے ہیں اِن کی ایک کتاب ''کتاب الآثار'' کے نام سے معروف ہے۔ اِس میں حدیث نمبر ۷۱۹ ص ۱۵۷ پر اِمام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے وہ روایت دی ہے جو مسند اِمام اعظم میں گزری ہے۔ اِس کا مضمون مکرر ہو جائے گا اِس لیے اِتنا ہی حوالہ کافی ہے۔ اُنہوں نے قانون لکھا ہے :

عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اِذَا شَهِدَتِ الشُّهُوْدُ عَلٰی امْرَأَةٍ بِالزِّنَا اَحَدُهُمْ زَوْجُهَا رُجِمَتْ .(حدیث نمبر ۷۱۷ ص ۱۵۶ مطبوعہ دارُالکتب العربیہ بیروت لبنان)

''جب کسی عورت کے زنا پر چار آدمی گواہی دیں اُن میں سے ایک (خود) اُس کا شوہر ہو تو اُسے رجم کر دیا جائے گا۔''

''حدود'' کے موضوع پر اِن کی ایک مستقل کتاب ''کِتَابُ الْحُدُوْدِ'' کا حوالہ ملتا ہے لیکن وہ نایاب ہے۔ مَجْمُوْعَۂ اَمَالِیْ یعنی جو اُنہوں نے اِملاء کر کے لکھایا وہ ۳۶ جلدوں میں تھا، نایاب ہے۔ کتاب البیوع، کتاب الوکالۃ، کتاب الوصایا، کتاب الغصب، کتاب اِختلاف علماءِ الامصار، کتاب الجوامع جو ۳۶ رسائل کا مجموعہ تھی یہ سب نایاب ہیں۔ اَلبتہ اُن کے فتاوی اَور فیصلے فقہ حنفی کی کتابوں میں محفوظ اَور عام کتابوں میں موجود ہیں۔

اِمام الائمۃ الامام محمد رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۲ھ-۱۸۹ھ)

اِمام محمدؒ اِمام اعظمؒ کے شاگرد ہیں اَور اِمام مالکؒ اَور اِمام اَبو یوسفؒ کے بھی، یہ بھی پہلے قاضی تھے پھر قاضی القضاۃ بھی رہے۔ اِن کی معروف ترین کتاب'' مُؤَطَّا امام محمد'' کے نام سے عام ہے سب مدارس میں پڑھائی جاتی ہے۔

اُنہوں نے اِس کتاب میں اَبْوَابُ الْحُدُوْدِ فِی الزِّنَا کے عنوان کے تحت بَابُ الرَّجْمِ میں اِمام مالکؒ کی گزشتہ تین روایات دی ہیں۔ جس زمانہ میں اِمام محمدؒ نے اِمام مالکؒ سے پڑھا تھا اُس وقت اِمام مالکؒ خود اپنی زبان سے حدیثیں بیان فرمایا کرتے تھے، اِمام محمدؒ نے اُن کی زبانِ مبارک سے سات سو سے زیادہ حدیثیں سنی ہیں، بعد میں یہ دور آیا کہ آپ کے شاگردوں سے لوگ حدیثیں یاد کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سُنا دیا کرتے تھے۔ اِمام شافعیؒ اُن کے پاس اُس دور میں حاضر ہوئے تھے اُن کی روایات یاد کر کے اُن کو سنائی تھیں۔

اِمام محمدؒ نے مذکورہ بالا موطأ نامی کتاب میں جو موطأ اِمام محمد کہلاتی ہے اِمام مالکؒ کی بہت روایات دی ہیں۔ چنانچہ اُنہوں نے اَبْوَابُ الْحُدُوْدِ فِی الزِّنَا کے عنوان کے تحت بَابُ الرَّجْمِ میں پہلے وہ روایت دی ہے جو موطا اِمام مالک کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس عن عمر بن الخطاب گزری ہے کہ اَلرَّجْمُ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی حَقٌّ عَلٰی مَنْ زَنٰی الخ .

پھر روایت سعید بن المسیب دی ہے جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سفرِ حج اَور اُس سے واپسی پر مدینہ منورہ میں خطبہ کا ذکر ہے پھر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت تحریر فرمائی ہے جس میں یہودیوں کا رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہونا اَور حضرت عبداللہ بن سلام کا عبارتِ توراۃ کو صحیح پڑھوانے کا واقعہ گزرا ہے پھر قانون تحریر فرماتے ہیں :

قَالَ مُحَمَّدٌ وَ بِھٰذَا کُلِّہٖ نَأْخُذُ اَیُّمَا رَجُلٍ حُرٍّ مُّسْلِمٍ زَنٰی بِامْرَأَۃٍ وَقَدْ تَزَوَّجَ بِامْرَأَۃٍ قَبْلَ ذٰلِکَ حُرَّۃٍ مُّسْلِمَۃٍ وَجَامَعَھَا فَفِیْہِ الرَّجْمُ وَ ھٰذَا ھُوَ الْمُحْصَنُ فَاِنْ کَانَ لَمْ یُجَامِعْھَا اِنَّمَا تَزَوَّجَھَا وَلَمْ یَدْخُلْ بِھَا اَوْ کَانَتْ تَحْتَہٗ اَمَۃٌ

یَهُوْدِیَّةً اَوْ نَصْرَانِیَّةً لَمْ یَکُنْ بِهَا مُحْصِنًا وَ لَمْ یُرْجَمْ وَ ضُرِبَ مِأَةً . وَهٰذَا قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَ الْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا. (موطأ اِمام محمد ص ۳۰۴ - ۳۰۵ مطبوعہ نور محمد اَصح الکتب آرام باغ کراچی)

''محمد کہتے ہیں کہ ہم اُن سب روایات پر عمل کرتے ہیں کوئی بھی آزاد مسلمان کسی عورت سے زنا کرے بشرطیکہ اُس نے اِس سے پہلے کسی مسلمان آزاد لڑکی سے شادی اَور مجامعت (بھی) کی ہو تو اِس صورت میں اگر وہ زنا کرے گا تو اُس کی سزا رجم ہوگی اَور ایسا ہی شخص مُحصِن کہلاتا ہے پس اگر اُس نے شادی کے بعد اپنی بیوی سے مجامعت نہیں کی بس نکاح کیا ہے اُس کے پاس نہیں گیا یا اُس کے نکاح میں یہودی یا عیسائی باندی رہی ہے تو یہ اِس سے محصن نہیں ہوگا اَور اِسے رجم نہیں کیا جائے گا اَور اُسے (زنا کی سزاء میں) سو (کوڑے) مارے جائیں گے۔ اَور یہ اِمام اعظم اَبوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اَور ہمارے فقہاء کا عامۃً۔''

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اُس دور کے دُوسرے محدثین کی روایات بھی تحریر کردی جائیں اَور اُن کا تعارف بھی کرا دیا جائے۔ سب سے پہلے ہم حافظ کبیر عبدالرزاق کا اَور اُن کے ساتھ دیگر محدثین کا تعارف کراتے ہیں۔

حافظ ذہبیؒ لکھتے ہیں: عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامِ بْنِ نَافِعِ الْحَافِظُ الْکَبِیْرُ اَبُوْبَکْرِ الْحِمْیَرِیُّ مَوْلَاهُمُ الصَّنْعَانِیُّ صَاحِبُ التَّصَانِیْفِ . اِنہوں نے عبیداللہ بن عمر سے بھی تھوڑی روایات سنی ہیں، اِن کے شاگردوں میں اِمام اَحمد، اِسحاق، ابن مَعین، ذُھلی، احمد بن صالح، الرمادی، اِسحاق بن اِبراہیم اَور اِن کے علاوہ بہت سے محدثین ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۳۶۴)

اِمام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں اِن سے بکثرت روایات لی ہیں اِمام بخاریؒ نے اِن سے بالواسطہ روایت لی ہے (اِن کی وفات ۲۱۱ھ میں بعمر پچاسی سال ہوئی) یہ یمن کے رہنے والے ہیں اِن کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ حدیث میں اِمام اعظم اَبوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے براہِ راست شاگرد ہیں۔ اِمام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں حافظ ذہبیؒ لکھتے ہیں :

تَفَقَّهَ بِهٖ زُفَرُ بْنُ الْهُذَيْلِ وَدَاوٗدُ الطَّائِیُّ وَالْقَاضِیْ اَبُوْيُوْسُفَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ وَاَسَدُ بْنُ عَمْرٍ وَالْحَسَنُ بْنُ زِيَادٍ اللُّؤْلُؤِیُّ وَنُوْحُ الْجَامِعِ وَاَبُوْمُطِيْعِ الْبَلْخِیُّ وَعِدَّةٌ وَكَانَ قَدْ تَفَقَّهَ بِحَمَّادِ ابْنِ اَبِیْ سُلَيْمَانَ وَغَيْرِهٖ وَحَدَّثَ عَنْهُ وَكِيْعٌ وَيَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَسَعْدُ بْنُ الصَّلْتِ وَاَبُوْعَاصِمٍ وَ عَبْدُالرَّزَّاقِ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰی وَاَبُوْنُعَيْمٍ وَاَبُوْعَبْدِالرَّحْمٰنِ الْمُقْرِئُ وَ بَشَرٌ كَثِيْرٌ . (تذكرة الحفاظ ج ١ ص ١٦٨)

مذکورہ بالا عبارت تذکرۃ الحفاظ کی ہے اِس میں اِمام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں اُن کے دو قسم کے شاگردوں کے کچھ نام دیے ہیں۔ فقہی مہارت حاصل کرنے والے حضرات میں زفر، داوٗدِ طائی، اِمام اَبویوسف، اِمام محمد، اَسد بن عمرو، حسن بن زیاد، نوح، ابومطیع بلخی اَور دُوسرے متعدد حضرات (ہیں)۔ خود اُنہوں نے حماد بن اَبی سلیمان وغیرہ سے فقہ حاصل کی تھی۔

اِن سے علم حدیث حاصل کرنے والے وکیع ، یزید بن ہارون، سعد بن الصلت ، اَبو عاصم، عبدالرزاق، عبیداللہ بن موسیٰ، اَبونعیم اَور اَبوعبدالرحمٰن المقری اَور بہت سے محدثین ہیں۔

حافظ ذہبیؒ نے تذکرۃ الحفاظ میں اَبوداؤ دطیالسی کا ذکر اِن اِلفاظ سے کیا ہے :

اَبُوْدَاوٗدَ الطَّيَالِسِیُّ اَلْحَافِظُ الْكَبِيْرُ

سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ بْنِ الْجَارُوْدِ الْفَارِسِیُّ الْاَصْلِ مَوْلٰی آلِ الزُّبَيْرِ الْبَصْرِیُّ اَحَدُ الْاَعْلَامِ الْحُفَّاظِ .(تذكره ج ١ ص ٣٥١)

یہ بصرہ کے رہنے والے ہیں اِن کے شاگردوں میں اِنہوں نے اِمام احمد، فلاس، بندار، ابن الفرات اَور عباس الدوری کے نام گنائے ہیں۔ پھر کہا ہے وَخَلَا ئِقُ یعنی بہت زیادہ لوگوں نے اِن سے حدیث لی ہے۔ اِن کے تحریر کردہ حساب سے اِمام اَبوداؤد کی پیدائش ۱۲۴ھ بنتی ہے لیکن دُوسرے حضرات اِن کی پیدائش ۱۳۳ھ بتلاتے ہیں اَور وفات کے بارے میں سب کا اِتفاق ہے کہ ۲۰۴ھ میں ہوئی ہے۔ دُوسرے حضرات نے علی بن المدینی ، اَبوبکر ابن اَبی شیبۃ اَور عثمان بن اَبی شیبۃ کو بھی اِن کے شاگردوں کی فہرست میں لکھا ہے جو صحیح ہے۔

اِس لیے عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کی روایات کے بعد ہم اِن کی کتاب سے روایات دے رہے ہیں۔ اِن کے شاگردوں میں اِمام اَحمد بھی ہیں اَور اَبوبکر بن ابی شیبہ ہیں اِن حضرات کی روایات اِن ہرسہ حضرات کی روایتوں کے ساتھ اَور بعد میں جابجا دیں گے اَور کچھ پہلے بھی لکھی جا چکی ہیں۔

اَبوبکر بن اَبی شیبہؒ کا تعارف تذکرۃ الحافظ سے درج کیا جاتا ہے۔ اِن کے مفاخر میں یہی کافی ہے کہ اِمام بخاری و مسلم نے صحیحین میں اِن سے روایات لی ہیں۔ اِن سے اِمام مسلمؒ نے تو بہت ہی زیادہ روایات اپنی صحیح میں دی ہیں۔ اِن کی پیدائش ۱۶۰ھ کے قریب ہوئی ہے۔ اِمام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عمر ہیں، یہ کوفہ میں گزرے ہیں۔ اِن کے شاگردوں میں اَبوداؤد اَور ابن ماجہ بھی ہیں جن کی کتابیں داخلِ درس ہیں۔ اِن کی جلیل القدر تصنیف آج تک مکمل طبع نہیں ہوئی ہے اُس کا نام مصنف ابن ابی شیبہ ہے اُس کا قلمی نسخہ کتب خانہ پیر جھنڈا میں موجود ہے ہم نے اُن کی روایات اِسی نسخہ سے لے کر لکھی ہیں۔ غرض اُن کے تعارف میں حافظ ذہبیؒ لکھتے ہیں :

اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ الْحَافِظُ عَدِیْمُ النَّظِیْرِ الثَّبْتُ النَّحْرِیْرُ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ شَیْبَۃَ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُوَاسْتِی الْعَبَسِیُ مَوْلَاھُمُ الْکُوْفِیُّ صَاحِبُ الْمُسْنَدِ وَالْمُصَنَّفِ وَغَیْرِ ذٰلِکَ سَمِعَ مِنْ شَرِیْکِ الْقَاضِیْ وَ اَبِی الْاَحْوَصِ وَ ابْنِ الْمُبَارَکِ وَ ابْنِ عُیَیْنَۃَ وَجَرِیْرِ بْنِ عَبْدِالْحَمِیْدِ وَطَبَقَتِھِمْ وَ عَنْہُ اَبُوْزُرْعَۃَ وَالْبُخَارِیُّ وَ مُسْلِمٌ وَ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ وَاَبُوْبَکْرِ بْنُ الْاَصَمِّ وَبَقِیُ بْنُ مَخْلَدٍ وَالْبَغْوِیُّ وَ جَعْفَرُ الْفِرْیَابِیُّ وَ اُمَمٌ سِوَاھُمْ ۔ مَاتَ فِی الْمُحَرَّمِ سَنَۃَ خَمْسٍ وَّ ثَلَاثِیْنَ وَ مِأَتَیْنِ

(تذکرۃ الحافظ للذہبیؒ ج ۲ ص ۴۳۲)

عبدالرزاقؒ اَور اَبوداؤد کی روایات کے بعد ہم اِمام شافعیؒ کی عبارتیں لکھیں گے۔ اِمام شافعیؒ عمر میں اِن سے چھوٹے ہیں۔ اِن کی پیدائش ۱۵۰ھ ہے جس سال اِمام اعظم اَبوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی۔ یہی ترتیب اِس مضمون میں زیادہ ملفوظ رکھی گئی ہے۔

مصنف عبدالرزاق کی گیارہ جلدیں ہیں اَور اُس میں اِکیس ہزار تینتیس حدیثیں ہیں، اِس قسم کے

اَبواب اُس کی ساتویں جلد میں ص ۳۰۴ سے شروع ہوئے ہیں اَور ص ۳۷۶ تک مختلف مسائل بیان ہوئے ہیں۔ اُنہوں نے وہ سب روایات جمع کر دی ہیں جن پر ائمہ اَربعہ میں سے کسی نہ کسی کا عمل رہا ہے۔ ہم اُن میں سے جستہ جستہ روایات بیان کرتے ہیں۔ اُنہوں نے پہلے باب میں یہ بیان کیا ہے کہ اَیسا مرد اَور عورت جو پہلے مباشرت کر چکے ہوں وہ اگر یہ گناہ کریں گے تو اِس سزا کے مستحق ہوں گے۔ (بَابُ هَلْ يُحْصِنُ الرَّجُلُ وَلَمْ يَدْخُلْ ص ۳۰۴ جلد هفتم) اگر کسی شخص کے نکاح میں باندی رہی ہو تو اُس سے مباشرت کرنے والا مُحصن نہ شمار ہوگا اَور اُسے زِنا کے ثبوت پر رجم نہ کیا جائے گا بلکہ کوڑے ہی لگائے جائیں گے (بَابُ نِكَاحِ الْاَمَةِ لَيْسَ بِاِحْصَانٍ ص ۳۰۶ ج ۷)۔ اِسی طرح اگر کسی کی بیوی یہودی یا عیسائی ہو وہ بھی مُحصن نہ شمار ہوگا۔ (ج ۷ ص ۳۰۸)

اِس کے بعد بَابُ الْبِكْرِ یعنی کنوارے لڑکے یا لڑکی کے اِرتکابِ زنا پر اَحکام میں حضرت ابوہریرہ اَور حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما کی وہ روایت جو...... گزری کئی سندوں سے بیان کی ہے۔ ص: ۳۱۱ پر اِس روایت میں یہ آتا ہے کہ مزدور لڑکے کا قصہ دیہات میں پیش آیا تھا اِنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَعْرَابِ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ.

عبدالرزاق نے وہ تاریخی واقعہ جو علامہ شبیر احمد صاحب عثمانیؒ نے بحوالہ تفسیر بغوی بیان فرمایا تھا اپنی سند سے پورا لکھا ہے اُس میں یہ بھی ہے :

فَقَالَ حِبْرُهُمْ اَمَّا اِذَا نَشَدْتَّنَا فَاِنَّا نَجِدُ فِى التَّوْرٰةِ الرَّجْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَمَا اَوَّلُ مَا ارْتَخَصْتُمْ اَمْرَ اللّٰهِ قَالُوْا زَنٰى رَجُلٌ مِنَّا ذُوْ قَرَابَةٍ مِّنْ مَّلِكٍ مِّنْ مُّلُوْكِنَا فَسَجَنَهٗ وَ اَخَّرَ عَنْهُ الرَّجْمَ ثُمَّ زَنٰى اٰخَرُ بَعْدَهٗ فِىْ اُسْرَةٍ مِّنَ النَّاسِ فَاَرَادَ الْمَلِكُ رَجْمَهٗ فَحَالَ قَوْمُهٗ اَوْ قَالَ فَقَامَ قَوْمُهٗ دُوْنَهٗ فَقَالُوْا لَا وَاللّٰهِ لَايُرْجَمُ صَاحِبُنَا حَتّٰى تَجِئَ بِصَاحِبِكَ فَتَرْجِمَهٗ فَاَصْلَحُوْا ...... هٰذِهِ الْعُقُوْبَةَ بَيْنَهُمْ فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ فَاِنِّىْ اَحْكُمُ بِمَا فِى التَّوْرَاةِ فَاَمَرَ بِهِمَا النَّبِىُّ ﷺ فَرُجِمَا . قَالَ الزُّهْرِىُّ فَاَخْبَرَنِىْ سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُهُمَا حِيْنَ اَمَرَا النَّبِىُّ ﷺ بِرَجْمِهِمَا فَلَمَّا جَآءَ رَاَيْتُهٗ يُجَا فِىْ

بِیَدِہٖ عَنْھَا لِیَقِیَھَا الْحِجَارَۃَ . فَبَلَغَنَا اَنَّ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ اُنْزِلَتْ فِیْہِ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرَاۃَ فِیْھَا ھُدًی وَّنُوْرٌ یَّحْکُمُ بِھَا النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِیْنَ ھَادُوْا. وَکَانَ النَّبِیُّ ﷺ مِنْھُمْ .

(مُصنف عبدالرزاق ص ۳۱۸ ج ۷ حدیث نمبر ۱۳۳۳۰)

''اُن کے عالم نے کہا کہ جب آپ نے ہمیں قسم دی ہے تو بات یہ ہے کہ ہم توراۃ میں رجم کا حکم پاتے ہیں جناب ِرسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے کیا بات پیش آئی تھی جس کی وجہ سے تم نے حکم ِخداوندی میں رُخصت و تخفیف پیدا کی۔ کہنے لگے کہ ایک دفعہ ہم میں سے ایک ایسے شخص نے زِنا کیا جو ہمارے بادشاہ کا رشتہ دار تھا۔ بادشاہ نے اُسے قید کردیا اَور اُسے سنگسار کرنے کی سزا مؤخر کردی اِس کے بعد ایک اَور شخص نے زنا کیا جو اَور لوگوں کے ایک گھرانے سے تعلق رکھتا تھا بادشاہ نے اُسے رجم کرنا چاہا تو اُس آدمی کی قوم اُس سزا میں حائل ہوئی یا یہ کہا کہ اُس کی قوم اُس کی سزا میں رُکاوٹ بن کر کھڑی ہوگئی۔ یہ لوگ کہنے لگے کہ ہمارے آدمی کو اُس وقت تک رجم نہیں کیا جاسکتا جب تک آپ اپنے آدمی کو جیل سے لاکر رجم نہ کریں تو اُن لوگوں نے آپس میں مل کر اِس سزا پر اِتفاق کرلیا (اَور رجم کی سزا موقوف کرکے بدل ڈالی) اِس پر جناب ِرسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر میں تو وہی حکم دیتا ہوں جو توراۃ میں ہے۔ آپ ﷺ نے اِن دونوں کے بارے میں رجم کا حکم فرمایا اِنہیں رجم کردیا گیا۔ زُہریؒ نے فرمایا مجھے سالم نے ابن عمرؓ سے اِن دونوں کا یہ واقعہ نقل کیا کہ میں نے اُس مرد کو دیکھا کہ وہ اُس عورت (پر آنے والا پتھر) اپنے ہاتھ سے ہٹاتا تھا تاکہ اُسے پتھر لگنے سے بچائے۔''

ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ یہ آیت اِسی کے بارے میں اُتری ہے۔ ہم نے توراۃ نازل فرمائی اِس میں ہدایت و نور ہے اِسی کے مطابق وہ نبی فیصلے کرتے رہے ہیں جو اللہ کے حکم بردار تھے یہود پر۔ اَور جناب رسول اللہ بھی اِن ہی میں داخل تھے۔

(۲) عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ شَھِدْتُّ

رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ حِیْنَ اُتِیَ بِیَھُوْدِیَّیْنِ زَنَیَا مِثْلَ حَدِیْثِ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ مُخْتَصَرًا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت بھی بالاختصار اِسی طرح کی ہے جیسی اَبو ہریرہؓ کی۔

(۳) عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنْ مُّوْسَی بْنِ عُقْبَۃَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ الْیَھُوْدَ جَآءُ وْا .... الحدیث

اِس حدیث میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے یہ جملے نقل فرمائے ہیں کہ اُنہوں نے یہودیوں سے کہا کَذَبْتُمْ فِی التَّوْرَاۃِ الرَّجْمُ فَأْتُوْا بِالتَّوْرَاۃِ فَاقْرَأُوْھَا تم نے غلط بات کہی ہے توراۃ میں رجم کا حکم ہے توراۃ لاکر پڑھو اَگر تم سچے ہو تو۔

حضرت عبداللہ بن سلامؓ کے یہ جملے قرآن پاک کی آیتِ مبارکہ قُلْ فَأْتُوْا بِالتَّوْرَاۃِ فَاتْلُوْھَا اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ سے ملتے جلتے ہیں۔

(۴) عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوالزُّبَیْرِ اَنَّہٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰہِ یَقُوْلُ رَجَمَ النَّبِیُّ ﷺ رَجُلًا مِّنْ اَسْلَمَ وَرَجُلًا مِّنَ الْیَھُوْدِ وَامْرَأَۃً .(مُصنف عبدالرزاق ج ۷ ص ۳۱۹)

''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک اَسلمی مرد اَور ایک یہودی عورت و مرد کو رجم کیے جانے کا حکم دیا۔''

اِس کے بعد حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کے واقعہ رجم کی روایتیں حضرت جابر بن عبداللہ کے علاوہ حضرت اَبو اُمامہ بن سہل بن حنیف، حضرت اَبو ہریرہ، پھر حضرت جابر بن سمرہ، حضرت عبداللہ بن عباس سے دی ہیں۔(تا ص ۳۲۴)

(۹) پھر ایک عورت کا واقعہ جو حضرت ماعز کے سوا کیس ہے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں :

عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنْ یَّحْیٰ بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ عَنْ اَبِی الْمُھَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ اَنَّ امْرَأَۃً مِنْ جُھَیْنَۃَ اِعْتَرَفَتْ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ بِالزِّنَا وَقَالَتْ اَنَا حُبْلٰی فَدَعَا النَّبِیُّ ﷺ وَلِیَّھَا فَقَالَ اَحْسِنْ اِلَیْھَا

فَاِذَا وَضَعَتْ فَاَخْبِرْنِیْ فَفَعَلَ فَاَمَرَ بِهَا النَّبِیُّ ﷺ فَشَكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابَهَا ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا فَقَالَ عُمَرُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ رَجَمْتَهَا وَتُصَلِّیْ عَلَيْهَا قَالَ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَسِعَتْهُمْ وَهَلْ وَجَدْتَّ اَفْضَلَ مِنْ اَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ .

(مُصنف عبدالرزاق ج ۷ ص ۳۲۵ حدیث نمبر ۱۳۳۴۸)

'' جُہینہ کی ایک عورت نے جناب رسول اللہ ﷺ کے سامنے اعترافِ زنا کیا اور کہنے لگی میں زِنا سے حاملہ ہوئی ہوں جنابِ رسول اللہ ﷺ نے اُس کے ولی (شرعی سرپرست) کو بُلا کر فرمایا کہ اِس کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہو جب وِلادت سے فارغ ہوجائے تو مجھے اِطلاع کرنا اُس نے اِسی طرح کیا۔ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے حکم فرمایا اُس نے اپنے اُوپر اپنے کپڑے کس لیے پھر حکم دیا تو اُسے رجم کر دیا گیا پھر آپ ﷺ نے اُس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اَے اللہ کے رسول آپ نے اِسے رجم (بھی) کیا اور اِس کی نمازِ جنازہ (بھی) پڑھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اِس نے ایسی (عظیم) توبہ کی ہے کہ اگر وہ مدینہ کے ستر آدمیوں پر بانٹ دی جائے تو اُن کی بخشش کے لیے کافی ہو اور کیا (اے عمر) اِس سے بڑھ کر کوئی بات ہوسکتی ہے کہ اِس نے اپنی جان خدا کے لیے قربان کردی۔''

(۱۰) عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِیِّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ اَبِی النَّجُوْدِ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ قَالَ لِیْ اُبَیٌّ ....يَا اَبَاالْمُنْذِرِ! وَمَا آيَةُ الرَّجْمِ قَالَ: اِذَا زَنَيَا الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ فَارْجُمُوْهُمَا اَلْبَتَّةَ نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ . (مصنف عبدالرزاق ج ۷ ص ۳۳۰)

''حضرت اُبی بن کعبؓ فرماتے ہیں سورۂ اَحزاب تقریبًا سورۂ بقرہ کے برابر تھی یا اِس سے بھی کچھ زیادہ اِس میں آیت رجم بھی تھی۔ حضرت زِر بن حبیش نے دریافت کیا کہ : اَے اَبوالمنذر! آیتِ رجم کیا ہے تو اُنہوں نے کہا : اِذَا زَنَيَا الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ

فَارْجُمُوْھُمَا اَلْبَتَّۃَ نَکَالًا مِّنَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ یعنی نکاح شدہ مرد عورت جب زِنا کریں تو اُنہیں ضرور رجم کردو یہ اللہ کی طرف سے نکال ہے اَور اللہ غلبہ اَور حکمت والا ہے۔''

(۱۱) عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ ابْنِ جَدْعَانَ عَنْ یُّوْسُفَ بْنِ مِھْرَانَ اَنَّہٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ اَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مُنَادِیًا فَنَادٰی اَنَّ الصَّلٰوۃَ جَامِعَۃٌ ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ یَااَیُّھَا النَّاسُ : لَا تُخْدَعُنَّ اٰیَۃَ الرَّجْمِ فَاِنَّھَا قَدْ نَزَلَتْ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَرَأْنَاھَا وَلٰکِنَّھَا ذَھَبَتْ فِیْ قُرْاٰنٍ کَثِیْرٍ ذَھَبَ مَعَ مُحَمَّدٍ ﷺ وَاٰیَۃُ ذٰلِکَ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ رَجَمَ وَاَنَّ اَبَابَکْرٍ قَدْ رَجَمَ وَرَجَمْتُ بَعْدَھُمَا وَاَنَّہٗ سَیَجِیْئُ قَوْمٌ مِّنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ یُکَذِّبُوْنَ بِالرَّجْمِ وَیُکَذِّبُوْنَ بِطُلُوْعِ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِھَا وَیُکَذِّبُوْنَ بِالشَّفَاعَۃِ وَیُکَذِّبُوْنَ بِالْحَوْضِ وَیُکَذِّبُوْنَ بِالدَّجَّالِ وَیُکَذِّبُوْنَ بِعَذَابِ الْقَبْرِ وَیُکَذِّبُوْنَ بِقَوْمٍ یَّخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ بَعْدَ مَااُدْخِلُوْھَا. (مُصنف عبد الرزاق ج ۷ ص ۳۳۰)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منادی کو حکم دیا کہ اعلان کرو کہ نماز ہونے والی ہے (جمع ہوجاؤ) پھر منبر پر چڑھے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا: اے لوگو! آیتِ رجم کے بارے میں دھوکہ نہ کھانا وہ قرآنِ پاک میں اُتری تھی اَور ہم نے اُس کی تلاوت کی ہے لیکن وہ قرآن پاک کے اُس بہت سے حصہ کے ساتھ جاتی رہی جو حضرت محمد ﷺ کے ساتھ چلا گیا (یعنی اُس کی تلاوت آپ کے زمانہ ہی میں منسوخ ہوگئی تھی مگر حکم باقی رہا ہے) اَور اِس کا حکم باقی رہنے کی نشانی یہ ہے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے رجم کا حکم فرمایا اَور اَبوبکر رضی اللہ عنہ نے رجم کا حکم دیا اَور اِن دونوں کے بعد میں نے رجم کا حکم دیا ہے۔ اَور بات یہ ہے کہ عنقریب اُس وقت ایسے لوگ آئیں گے جو رجم کی تکذیب کریں گے اَور مغرب سے طلوعِ آفتاب کی

تکذیب کریں گے شفاعت کو جھٹلائیں گے حوض کا اِنکار کریں گے دجال کے آنے کو نہ مانیں گے اَور عذابِ قبر کی تکذیب کریں گے اَور یہ بھی نہ مانیں گے کہ لوگ جہنم میں داخل ہونے کے بعد اُس میں سے نکلیں گے۔''

(١٢) اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْجُحَیْفَةَ اَنَّ الشَعْبِیَّ اَخْبَرَہٗ اَنَّ عَلِیًّا اُتِیَ بِامْرَأَةٍ مِنْ ھَمْدَانَ بِنْتِ حُبْلٰی یُقَالُ لَھَا شُرَاحَةُ قَدْ زَنَتْ فَقَالَ عَلِیٌّ لَعَلَّ الرَّجُلَ اسْتَکْرَھَکِ قَالَتْ لَا قَالَ فَلَعَلَّ الرَّجُلَ قَدْ وَقَعَ عَلَیْکِ وَاَنْتِ رَاقِدَةٌ قَالَتْ لَا قَالَ فَلَعَلَّ لَکَ زَوْجًا مِّنْ عَدُوِّنَاھٰؤُلَاءِ وَاَنْتِ تَکْتُمِیْنَہٗ قَالَتْ لَا فَحَبَسَھَا حَتّٰی اِذَا وَضَعَتْ جَلَدَھَا یَوْمَ الْخَمِیْسِ مِئَةَ جَلْدَةٍ وَرَجَمَھَا یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاَمَرَ فَحُفِرَ لَھَا حُفْرَةً بِالسُّوْقِ فَدَارَ النَّاسُ عَلَیْھَا اَوْ قَالَ بِھَا فَضَرَبَھُمْ بِالدِّرَّةِ ثُمَّ قَالَ لَیْسَ ھٰکَذَا الرَّجْمُ اِنَّکُمْ اِنْ تَفْعَلُوْا ھٰکَذَا یَفْتِکُ بَعْضُکُمْ بَعْضًا وَلٰکِنْ صَفُّوْا کَصُفُوْفِکُمْ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ قَالَ یَااَیُّھَاالنَّاسُ اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ یَرْجُمُ الزَّانِیَّ الْاِمَامُ اِذَا کَانَ الْاِعْتِرَافُ وَاِذَا شَھِدَ اَرْبَعَةُ شُھَدَاءَ عَلَی الزِّنَا اَوَّلُ النَّاسِ یَرْجِمُ الشُّھُوْدُ بِشَھَادَتِھِمْ عَلَیْہِ ثُمَّ الْاِمَامُ ثُمَّ النَّاسُ ثُمَّ رَمَاھَا بِحَجَرٍ وَکَبَّرَ ثُمَّ اَمَرَ الصَّفَّ الْاَوَّلَ فَقَالَ ارْمُوْا ثُمَّ قَالَ انْصَرِفُوْا وَکَذَالِکَ صَفًّا صَفًّا حَتّٰی قَتَلُوْھَا. (مُصنف عبد الرزاق ج ٧ ص ٣٢٦)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ہمدانی عورت کو لایا گیا وہ لڑکی حاملہ تھی اُسے شراحہ کہا جاتا تھا اُس نے زِنا کا اِرتکاب کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُس سے فرمایا کہ شاید اُس مرد نے تم سے جبرًا یہ فعل کیا ہوگا۔ کہنے لگی نہیں۔ فرمایا شاید اُس آدمی نے تم سے سوتے ہوئے ایسا کیا ہوگا۔ کہنے لگی نہیں۔ فرمایا پھر شاید ایسا ہو کہ تمہارا شوہر ہمارے اِن دُشمنوں میں سے کوئی ہو اَور تم چھپا رہی ہو۔ کہنے لگی نہیں۔ (گویا اُنہوں نے مسنون طریقہ پر ہر طرح اُسے اِس اِقرار سے ہٹانے کی کوشش کی) پھر آپؓ نے اُسے قید کردیا

حتی کہ جب اُس کی وِلادت ہوگئی تو اُسے آپ نے جمعرات کے دِن سو کوڑے لگوائے اَور جمعہ کے دِن رجم کیا۔ یہ حکم دیا کہ بازار میں اُس کے واسطے گڑھا کھودا جائے لوگ اُس کے اِردگرد گھومنے لگے تو اُنہوں نے اپنے دِرہ سے مارا پھر فرمایا کہ رجم اِس طرح نہیں کیا جاتا اگر تم نے ایسا کیا تو ایک دُوسرے کو پھاڑ دو گے (زخمی کردو گے) لیکن ایسا کرو کہ ایسی صفیں بنالو جیسی نماز کے لیے بناتے ہو پھر خطاب فرمایا کہ :

اے لوگو! سب سے پہلے زانی پر پتھر پھینکنے والا اِمام (حاکم) ہوگا اگر یہ سزا اُس کے خود اِعتراف کی وجہ سے ہو۔ اَور جب ایسی صورت ہو کہ چار گواہ ہوں تو پھر سب سے پہلے پتھر مارنے والے گواہ ہی ہوں گے کیونکہ اُن ہی نے اُس کے اِس گناہ کی گواہی دی ہوگی پھر اُن کے بعد اِمام پتھر مارے گا پھر عام لوگ ماریں گے۔ اِس کے بعد اُنہوں نے (حضرت علی رضی اللہ عنہ نے) پتھر مارا اَور اللہ اکبر کہا پھر لوگوں کی پہلی صف کو حکم فرمایا کہ مارو پھر فرمایا کہ تم لوگ چلے جاؤ (پھر دُوسری صف نے آگے بڑھ کر مارا) اِسی طرح ایک ایک صف مارتی رہی حتی کہ وہ موت کی آغوش میں چلی گئی)۔''

نوٹ : حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے سوا اَور بہت سی روایات مصنف ابن ابی شیبہ میں ہیں۔(ج ۳ ص ۸۳۷ تا ۸۳۹)

(۱۳) عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ اَبِیْ حُصَیْنٍ وَاِسْمَاعِیْل عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ اُتِیَ عَلِیٌّ بِشُرَاحَةَ فَجَلَدَهَا یَوْمَ الْخَمِیْسِ وَرَجَمَهَا یَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ قَالَ اَلرَّجْمُ رَجْمَانِ رَجْمُ سِرٍّ وَ رَجْمُ عِلَانِیَّةٍ فَاَمَّا رَجْمُ الْعِلَانِیَّةِ فَالشُّهُوْدُ ثُمَّ الْاِمَامُ وَاَمَّا رَجْمُ السِّرِّ فَالْاِعْتِرَافُ فَالْاِمَامُ ثُمَّ النَّاسُ .

(المُصنف ج ۷ ص ۳۲۷)

''حضرت شعبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس شراحہ کو لایا گیا تو اُنہوں نے جمعرات کے دِن اُس کو کوڑے لگائے اَور جمعہ کے دِن اُسے رجم کیا پھر فرمایا رجم کی دو قسمیں ہیں ایک رجم سری دُوسرا رجم جو اِعلانیہ ہو۔ رجم العلانیہ تو گواہوں کی وجہ

سے ہوتا ہے اُس میں پہلے گواہ رجم کریں گے پھر اِمام رجم کرے گا اَور رجمِ سری تو وہ اعتراف کی وجہ سے ہوتا ہے اِس صورت میں رجم میں پہل اِمام کرے گا پھر عام لوگ۔''

وَرَوَاهُ اِبْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُو الْخَالِدِ الْاَحْمَرُ عَنْ حَجَّاجٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ الزِّنَا زِنَائَانِ زِنَا سِرٍّ وَزِنَا عِلَانِیَّةٍ اَلْحَدِیْثُ.

(ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۸۳۹)

وَرَوَاهُ اِبْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ فَقَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِیَاثٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ الْقَسَمِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ عَلِیًّا جَلَدَ وَرَجَمَ جَلَدَ یَوْمَ الْخَمِیْسِ وَرَجَمَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ. (ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۸۳۶)

شراحہ کے بارے میں ایک شخص نے کہا اِس کی موت برے حال میں ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُس کے چھڑی یا کوڑا مارا پھر فرمایا :

اِنَّهَا لَنْ تُسْئَلَ عَنْ ذَنْبِهَا هٰذَا اَبَدًا کَالدَّیْنِ یُقْضٰی.(عبدالرزاق ج ۷ ص ۳۲۷.۳۲۸) وَ رَوٰی نَحْوَهٗ اِبْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ج۳ ص ۸۳۹

''اِس عورت سے اِس کے اِس گناہ کے بارے ہرگز کبھی پوچھ نہ ہوگی جیسے قرض چکا دیا گیا ہو۔''

(یہ روایات مسند احمد میں بھی اِمام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے دی ہے۔ شعبیؒ فرماتے ہیں کہ میں بھی اُس وقت موجود تھا فَکُنْتُ وَاللّٰهِ فِیْمَنْ قَتَلَهَا . خدا کی قسم میں اُن لوگوں میں تھا جنہوں نے اُسے مارا ہے یعنی حدیث متصل ہے۔)

یہاں تک جتنی اَحادیث بیان ہوئیں اُن میں سب سزا پانے والے وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں شہادت نہیں دی گئی اُنہوں نے خود ہی اپنے آپ کو دُنیا میں سزا دِلا کر پاک کرانا چاہا ہے ایسے لوگوں کو بھی جناب رسول اللہ ﷺ نے یہی ہدایت فرمائی اَور ترغیب دی ہے کہ وہ اپنے گناہ کو چھپائیں اَور توبہ کرلیں یہ اُن کے لیے کافی ہوگا بلکہ بہتر ہے۔

ہمارے براعظم ایشیاء و افریقہ میں ایسی صورت نہیں ہے کہ سبزہ زاروں میں کھلے بندوں زِنا کاری ہوتی ہو اِس لیے یہاں آج بھی یہ صورت کہ شہادتِ زِنا جن صریح اِلفاظ سے دی جاتی ہے ثابت ہو بہت مشکل ہے لیکن خدانخواستہ اَگر کہیں کھلے بندوں زِنا کی نوبت آنے لگے تو پھر سزا رجم ہوگی۔

عَنْ عَطَاءٍ وَلَا یُرْجَمُ حَتّٰی یَشْهَدُوْا لَرَأَیْنَاهُ یَغِیْبُ فِیْ ذَالِکَ مِنْهَا. وَعَمْرٌو. وَابْنُ طَاوُوْسٍ مِثْلَهٗ . (مصنف عبدالرزاق ۳۰۴)

مُسْنَدُ اَبِیْ دَاوٗدَ اَلطَّیَالِسِیُ میں کتاب الحدود کا مستقل عنوان ہے۔

اِس کے بعد اَبْوَابُ حَدِّ الزِّنَا وَمَاجَاءَ فِیْهِ کے ذیل میں اُنہوں بَابُ مَاجَاءَ فِیْ رَجْمِ الزَّانِی الْمُحْصِنِ وَجَلْدِ الْبِکْرِ وَ تَغْرِیْبِهٖ میں تحریر فرمایا ہے۔

(۱) حَدَّثَنَا اَبُوْدَاوٗدَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ زَیْدِ بْنِ جَدْعَانَ عَنْ یُوْسُفَ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ خَطَبَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ عَلٰی مِنْبَرِ الْبَصْرَةِ فَقَالَ یَااَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَامَ فِیْنَا فَقَالَ یَااَیُّهَا النَّاسُ اَلَا اِنَّ الرَّجْمَ حَدٌّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ فَلَا تَخْدَعَنَّ عَنْهُ فَاِنَّهٗ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ نَبِیِّکُمْ ﷺ وَقَدْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَجَمَ اَبُوْ بَکْرٍ وَ رَجَمْتُ .

''یوسف بن مہران بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے بصرہ کے منبر پر ہمیں ایک خطبہ دیا اُس میں اِرشاد فرمایا : اے لوگو! حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ ہم لوگوں (صحابہ کرام و تابعین کے مجمع) میں کھڑے ہو کر فرمایا اے لوگو! رجم حدود اللہ میں ایک حد ہے اِس کے بارے میں دھوکہ مت کھا جانا کیونکہ حکمِ رجم کتاب اللہ میں ہے اَور رسول اللہ ﷺ کا طریقہ رہا ہے رسول اللہ ﷺ نے (بھی) رجم کیا اَور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (بھی) رجم کیا اَور میں نے بھی رجم کیا ہے۔''

(۲) حَدَّثَنَا اَبُوْدَاوٗدَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عُبَادَةَ قَالَ اَبُوْدَاوٗدَ وَ ذَکَرَهٗ ابْنُ فُضَالَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حِطَّانِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الرُّقَاشِیِّ عَنْ عُبَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ اِذَا نَزَلَ عَلَیْهِ الْوَحْیُ ﷺ

عُرِفَ ذَالِکَ فِیْهِ فَلَمَّا نَزَلَتْ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُذُوْا حِذْرَکُمْ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا اَلْبِکْرُ بِالْبِکْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَ نَفْیُ سَنَةٍ وَالثَّیِّبُ بِالثَّیِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَرَجْمٌ بِالْحِجَارَةِ .

''حضرت عبادہؓ فرماتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ ﷺ پر وحی اُترا کرتی تھی تو چہرہ مبارک سے پتہ چل جاتا تھا۔ جب یہ آیت اُتری کہ ''یا بدکاری کرنے والی عورتوں کے لیے اللہ تعالیٰ کوئی راستہ مقرر فرمادیں۔'' تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا اپنے تحفظ کی چیز لے لو اللہ نے ایسی عورتوں کا راستہ مقرر فرمادیا ہے کنواری لڑکی اَور کنوارا لڑکا ایسا کریں تو سو کوڑے اَور ایک سال کی جلاوطنی اَور شادی شدہ مرد و عورت کے لیے سو کوڑے اَور پتھروں سے رجم۔''

(۳) حَدَّثَنَا اَبُوْدَاوٗدَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سَمَّاکِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَجَمَ مَاعِزًا وَلَمْ یَذْکُرْ جَلْدًا.

سماک بن حرب فرماتے ہیں : ''حضرت جابر بن سمرہ سے اِتنا ہی مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت ماعز کو رجم فرمایا ہے اَور اُنہوں نے کوڑے لگانے کا ذکر نہیں فرمایا۔''

یہی روایت دُوسری سند سے اِس طرح آئی ہے اِس میں حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کا قد اَور جسم کی مضبوطی کا بھی ذکر ہے۔

(۴) حَدَّثَنَا اَبُوْدَاوٗدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَمَّاکِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ یَقُوْلُ شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِیْنَ رَجَمَ مَاعِزَ بْنَ مَالِکٍ رَجُلٌ قَصِیْرٌ ذَا عَضَلَاتٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ رَجْمِهٖ قَالَ کُلَّمَا نَفَرْنَا غَازِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یَخْلِفُ اَحَدُهُمْ لَهٗ نَبِیْبٌ کَنَبِیْبِ التَّیْسِ یَمْنَحُ اِحْدَاهُنَّ الْکُثْبَةَ مِنَ اللَّبَنِ . اَمَا اَنَّ اللّٰهَ لَمْ یُمَکِّنِّیْ مِنْ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اِلَّا نَکَّلْتُهٗ وَجَعَلْتُهٗ نَکَالاً .

حل اللغات :☆عَضَلَاتٌ: بفتحات ای مکتنز اللحم والعضلات فی البدن کل لحمة صلبة مکتنزة جیسے ورزشی بدن والوں کے مچھلیاں پڑجاتی ہیں۔**☆النبیب : صوت التیس عندالسفاد وھو کنایة عن ارادة الوقاع لشدة توقانه الیه.☆ الکُثبة : بضم الکاف وسکون المثلثة . القلیل من اللبن. والمراد انه یمنح ای یعط احد النساء المغیبات ای اللاتی غاب عنهن ازواجهن وفی النهایة یعمد احدکم الی المغیبة فیخدعها بالکثبة.**

(۵) حَدَّثَنَا اَبُوْدَاوٗدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ الزُّھْرِیِّ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُھَنِیِّ قَالَ شَھِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰی فِیْمَنْ زَنٰی وَلَمْ یُحْصِنْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِیْبَ عَامٍ .

''حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے اُس شخص کے بارے میں جو غیر شادی شدہ تھا یہ فیصلہ فرمایا کہ سو کوڑے لگائے جائیں اَور ایک سال کے لیے کہیں اِس شہر سے باہر بھیج دیا جائے۔''

پھر'' **بَابُ قِصَّةِ الْعَسِیْفِ وَفِیْھَا الرَّجْمُ وَالْجَلْدُ** '' میں

(۶) حَدَّثَنَا اَبُوْدَاوٗدَ قَالَ حَدَّثَنَا زَمْعَةُ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ یَعْنِیْ اِبْنَ عُتْبَةَ عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ یَعْنِی الْجُھَنِیَّ قَالَ جَاءَ خَصْمَانِ اِلٰی اَنْ قَالَ . عَلَی ابْنِکَ جَلْدُ مِأَةٍ وَ تَغْرِیْبُ عَامٍ وَاغْدُ یَااُنَیْسُ اِلَی امْرَأَةِ ھٰذَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْھَا فَغَدَا عَلَیْھَا فَسَأَلَھَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَھَا .

''حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دو جھگڑنے والے آدمی آئے۔ اِس حدیث کے آخر میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ تیرے بیٹے پر سو کوڑے اَور ایک سال کی جلا وطنی کا حکم آتا ہے اَور اَے اُنیس اُس شخص کی بیوی کے پاس جا کر (اُس کا بیان لو) اگر وہ اعتراف کرے تو اُسے رجم کر دینا۔ اُنیس نے وہاں جا کر اُس سے دریافت کیا اُس نے اعتراف کیا تو اُسے رجم کر دیا۔''

(۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ مِثْلَهٗ سَنَدًا وَ مَتْنًا سَوَاءً بِسَوَاءٍ .

''اِسی سند اَور اِسی متن کی روایت حضرت اَبو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ہے۔''

'' بَابُ اعْتِبَارِ الْاَقْرَارِ بِالزِّنَا وَ تَكْرَارِهٖ اَرْبَعًا ''

مصنفؒ نے اپنی سندوں سے اِس باب میں حضرت ابن عباس اَور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کو رجم کیے جانے کی روایات دی ہیں اہلِ علم کے لیے اِن کا متن درج ہے۔

(۸) حَدَّثَنَا اَبُوْدَاوٗدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ سَمَّاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ اَحَقٌّ مَابَلَغَنِیْ عَنْكَ قَالَ وَمَا بَلَغَكَ عَنِّیْ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّكَ زَنَيْتَ بِاَمَةِ بَنِیْ فُلَانٍ قَالَ نَعَمْ فَرَدَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَمَرَ بِرَجْمِهٖ .

(۹) حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْدَاوٗدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَمَّاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ يَقُوْلُ شَهِدْتُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَدَّ مَاعِزًا مَرَّتَيْنِ ثُمَّ اَمَرَ بِرَجْمِهٖ .

پھر '' بَابُ تَاخِيْرِ الْحَدِّ عَنِ الْحُبْلٰی حَتّٰی تَضَعَ وَعَنِ النُّفَسَاءِ حَتّٰی يَرْتَفِعَ دَمُهَا '' میں جُہنیہ کی روایت دی ہے۔

(۱۰) حَدَّثَنَا اَبُوْدَاوٗدَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَّحْيَى بْنِ كَثِيْرٍ اَنَّ اَبَا قِلَابَةَ حَدَّثَهٗ عَنْ اَبِی الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ امْرَاَةً مِنْ جُهَيْنَةَ اَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ وَهِیَ حُبْلٰی مِنَ الزِّنَا كَمَا مَرَّ الْحَدِيْثُ وَفِیْ اٰخِرِهٖ .

فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُصَلِّیْ عَلَيْهَا وَقَدْ زَنَتْ؟ قَالَ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَوَسِعَتْهُمْ . وَهَلْ وَجَدْتَّ شَيْئًا اَفْضَلَ مِنْ اَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا .

''فرمایا اِس نے بلا شبہ ایسی توبہ کی ہے کہ اَگر اہلِ مدینہ میں بانٹ دی جائے تو اُن کو سما لے (اِن سب پر آ کر اُنہیں کافی ہو جائے)۔''

یہ روایت عن عبدالرزاق حدیث (۹) مع ترجمہ گزر چکی ہے اِس لیے ترجمہ نہیں لکھا گیا۔

(۱۱) حَدَّثَنَا اَبُوْدَاوٗدَ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَۃُ عَنِ السُّدِّیِّ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَیْدَۃَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ قَالَ خَطَبَ عَلِیٌّ فَقَالَ یَاَیُّھَاالنَّاسُ اَقِیْمُوا الْحُدُوْدَ عَلٰی اَرِقَّائِکُمْ مَنْ اَحْصَنَ مِنْھُمْ وَمَنْ لَّمْ یُحْصِنْ فَاِنَّ اَمَۃً لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ زَنَتْ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَجْلِدَھَا فَاَتَیْتُھَا فَاِذَا ھِیَ حَدِیْثُ عَھْدٍ بِالنِّفَاسِ فَخَشِیْتُ اِنْ اَنَا جَلَدْتُّھَا اَنْ تَمُوْتَ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَاَخْبَرْتُہٗ فَقَالَ اَحْسَنْتَ .

''حضرت ابوعبدالرحمٰن السلمی نے اِرشاد فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اُس میں اِرشاد فرمایا: اے لوگو! اپنے غلام اَور باندیوں پر حد جاری کیا کرو چاہے وہ کنوارے ہوں یا شادی شدہ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ کی مملوک باندی نے زِنا کا اِرتکاب کیا تھا آپ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں اُس کو کوڑے لگاؤں۔ میں اُس کے پاس آیا تو دیکھا کہ اُس کے جب ہی وِلادت ہوئی تھی مجھے اَندیشہ ہوا کہ اگر میں نے اُس کے کوڑے مارے تو یہ مرجائے گی میں نے حاضر خدمت ہو کر نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کو خبر دی آپ نے فرمایا کہ تم نے اچھا کیا۔''

یہی روایت اِمام ابوداؤد نے دُوسری سند سے بھی تحریر فرمائی ہے جس کا متن اہلِ علم کے لیے درج ہے :

(۱۲) حَدَّثَنَا اَبُوْدَاوٗدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْوَکِیْعٍ وَسَلَّامٍ کِلَاھُمَا عَنْ عَبْدِالْاَعْلٰی بْنِ عَامِرٍ عَنْ اَبِیْ جَمِیْلَۃَ عَنْ عَلِیٍّ اَنَّ اَمَۃً لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَجَرَتْ فَاَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ اُقِیْمَ عَلَیْھَا الْحَدَّ فَاَتَیْتُھَا فَاِذَا ھِیَ لَمْ تَجُفَّ دِمَائُھَا فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَاَخْبَرْتُہٗ فَقَالَ اِذَا جَفَّتْ دِمَائُھَا فَاجْلِدْھَا وَاَقِیْمُوا الْحُدُوْدَ عَلٰی مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ .

'' بَابُ رَجْمِ الْمُحْصِنِ مِنْ اَھْلِ الْکِتَابِ وَاَنَّ الْاِسْلَامَ لَیْسَ بِشَرْطٍ فِی الْاِحْصَانِ '' میں یہودی مرد وزن دونوں کو رجم کرنے کی روایت حضرت ابن عمرؓ اَور حضرت جابر بن سمرہؓ سے اُن کی سند سے ملاحظہ ہو :

(۱۳) حَدَّثَنَا اَبُوْدَاوٗدَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَیْرِیَّةُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اُتِیَ بِیَھُوْدِیٍّ وَیَھُوْدِیَّةٍ قَدْ زَنَیَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَاتَجِدُوْنَ فِیْ کِتَابِکُمْ قَالُوْا لَانَجِدُ الرَّجْمَ فَقَالَ ابْنُ سَلَامٍ کَذَبُوْا اَلرَّجْمُ فِیْ کِتَابِھِمْ فَدُعِیَ ابْنُ صُوْرِیَا فَجَعَلَ یَقْرَأُ حَتّٰی اِذَا انْتَھٰی اِلٰی مَوْضِعِ الرَّجْمِ وَضَعَ یَدَہٗ عَلٰی مَوْضِعِ الرَّجْمِ فَقَالَ ابْنُ سَلَامٍ اِرْفَعْ یَدَکَ فَرَفَعَھَا فَاِذَا آیَةُ الرَّجْمِ فَقَالَ یَامُحَمَّدُ اَلرَّجْمُ فِیْ کِتَابِنَا فَرَجَمَھُمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِالْبَلَاطِ قَالَ فَجَعَلَ الْیَھُوْدِیُّ یَقِیْھَا بِنَفْسِہٖ .

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک یہودی مرد اور ایک یہودی عورت کو جنہوں نے زِنا کیا تھا لایا گیا۔ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم اپنی کتاب میں اِس کے بارے میں جو حکم موجود پاتے ہو وہ کیا ہے؟ کہنے لگے کہ رجم تو نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے فرمایا یہ جھوٹ بول رہے ہیں رجم کا حکم اِن کی کتاب میں موجود ہے۔ اِس پر ابنِ صوریا کو بُلایا گیا اُس نے پڑھنا شروع کیا حتی کہ جب وہ حکمِ رجم کی جگہ پہنچا تو اُس نے آیتِ رجم کی جگہ اپنا ہاتھ رکھ دیا تو اُس سے ابنِ سلامؓ نے فرمایا کہ اپنا ہاتھ اُٹھا۔ اُس نے ہاتھ اُٹھایا تو اُس میں ایک دم آیتِ رجم سامنے تھی۔ کہنے لگا اے محمد! رجم ہماری کتاب میں (بھی) ہے پھر اُنہیں جناب رسول اللہ ﷺ نے بَلاط (جگہ پر) رجم کیا وہ یہودی مرد اُس عورت کو (پتھر لگنے سے) اپنے آپ کو سامنے کر کے بچاتا تھا۔''

(۱۴) حَدَّثَنَا اَبُوْدَاوٗدَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سَمَّاکٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ رَجَمَ یَھُوْدِیًّا وَّیَھُوْدِیَّةً . (مِنحةُ المعبود لابی داؤاد الطیالسیؒ ج ۱ ص ۲۹۷ الی ص ۳۰۰ المطبعة المنیریه بالازھر)

''حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی مرد اور یہودی عورت کو رجم کیا۔'' (جاری ہے) ۞ ۞ ۞

قسط : ۹

اَنفاسِ قدسیہ

قطبِ عالم شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنیؒ کی خصوصیات

﴿ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ بجنوری ﴾
فاضل دارُالعلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت مدنیؒ

اَفسروں کے ساتھ :

اَولاً تو آپؒ اَفسروں اَور حکام کے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتے تھے اَور نہ اُن سے ربط وضبط و تعلق ہی ایسا رکھتے تھے جو آپ کی دَرویشانہ اَور عالمانہ شان کے منافی ہو۔ ذیل کے واقعہ سے آپ کا اِستغناء عن الحکومت ظاہر ہوتا ہے۔ غالباً فروری ۱۹۵۵ء کا واقعہ ہے کہ موضع ڈاسنا (تحصیل غازی آباد) میں جلسہ تھا۔ حضرتؒ وہاں تشریف لے گئے تھے بندہ (راقم الحروف) بھی موجود تھا۔ دہلی کے ایک صاحب نے عرض کیا حضور یہاں سے فارغ ہو کر دہلی تشریف لے چلیے۔ حضرتؒ نے فرمایا کیوں؟ اُنہوں نے کہا کہ صدر جمہوریہ کے پاس چلنا ہے تو حضرتؒ نے فرمایا : مجھے کیا ضرورت ہے کہ وہاں جاؤں، وہ بادشاہ میں فقیر، میرا اُن کا کیا جوڑ۔ اَب وہ پہلے کے راجندر پرشاد نہیں ہیں اَب تو وہ بادشاہ ہیں۔

میں نے بڑے بڑے اَفسروں اَور وزیروں کو دیکھا ہے کہ حضرتؒ کے پیچھے ہاتھ باندھے پھرا کرتے تھے۔ مصر سے کرنل اَنوارُ السادات آئے تو وہ بھی پیچھے پیچھے ہاتھ باندھے پھرتے تھے۔ موصوف نے اپنی ایک خواہش ظاہر کی کہ میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے ساتھ فوٹو کھنچواؤں، حضرتؒ نے سختی سے منع فرمایا اَور وہ تمام حدیثیں سنا ڈالیں جن میں تصویر کشی کی وعیدیں آئی ہیں۔

ایک صاحب نے عرض کیا حضرت میرا یہ کام اَٹکا ہے آپ فلاں وزیر کے پاس سفارشی خط لکھ دیں۔ حضرتؒ نے اِرشاد فرمایا :

میری اُن کی رسمِ اُلفت مٹ گئی مدتیں گذریں ، زمانہ ہو گیا

اِس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ اَفسروں کے معاملہ میں خشک اَخلاق تھے توبہ توبہ! بلکہ جب کوئی اَفسر یا حاکم آپ کے دَرِ دَولت پر حاضر ہوتا آپ حتی المقدور اُس کی خاطر مدارات کرتے تھے۔ چنانچہ گذشتہ سال ۱۹۵۶ء میں ایک دِن مہا بیر تیاگی (سابق وزیر دفاع) آئے تو آپ نہایت خندہ پیشانی سے پیش آئے اَور چائے اَور مٹھائی پیش کی، چلتے وقت تیاگی صاحب نے عرض کیا کہ حضور میری خواہش ہے کہ کوئی خدمت میرے سپرد کردیں۔ تب حضرتؒ نے اِرشاد فرمایا :

تمہیں غیروں سے کب فرصت، ہم اپنے غم سے کب خالی
چلو بس ہو چکا ملنا ، نہ تم خالی نہ ہم خالی

مولانا اَبوالکلام آزادؒ اَور صدر جمہوریہ ہند تشریف لائے تو آپؒ نے حضورِ اَکرم ﷺ کے اِرشاد: اِذَا اَتَاکُمْ زَعِیْمُ الْقَوْمِ فَاَکْرِمُوْہُ جب کسی قوم کا سردار آئے تو اُس کا اِستقبال و اِکرام کرو، ہمیشہ اِسی پر عمل کرتے۔ حضور پاک ﷺ کی بھی یہ سیرت پاک ہے آمدِ وفود کے بیان میں متعدد واقعات ملتے ہیں۔ اِس موقع پر چند پست خیال اَخباروں اَور رِسالوں نے اپنی پوری ناواقفیت کا ثبوت دیا تھا کہ دارُالعلوم دیوبند اَور اُس کے اَکابر نے نعوذ باللہ حرام کا اِرتکاب کیا ہے۔ اُس وقت اُن کی نکتہ چینی کا جواب دینا اُن کی نام آوری کے لیے مفید ہوتا، ایسے اَخباروں اَور رسالوں کی خدمت میں مذکورہ حدیث کے علاوہ سورۂ عبس کی تفسیر، مختلف وفود کا مدینہ منورہ میں آنا، آنحضرت ﷺ کا یہودی مہمان کو مسجد نبوی میں ٹھہرانا، وغیرہ اَحادیث پیش ہیں۔

رُفقاءِ جیل کے ساتھ :

رُفقاءِ جیل کے ساتھ حضرتؒ کا کیسا برتاؤ تھا اُس کا صحیح نقشہ تو وہی پیش کرسکتے ہیں جن کو حضرتؒ کے ساتھ رہنے کا اِتفاق ہوا ہے لہٰذا بندہ اُن ہی رُفقاء کے حوالہ سے کچھ عرض کرے گا۔ جناب اَچاریہ کرپلانی صاحب نے رام لیلا گراؤنڈ دہلی کے تعزیتی جلسہ میں حضرت شیخ الاسلامؒ کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا :

''میں اُن کے ساتھ جیل میں رہا ہوں اُن کا ڈھنگ نرالا تھا۔ اکیلے کبھی نہ کھاتے تھے بلکہ دُوسرے معمولی قیدیوں کے ساتھ مل کر کھاتے تھے اَور بھائیوں جیسا سلوک کرتے تھے۔

(مدینہ ۲۱؍دسمبر ۱۹۵۷ء)

بِلا تفریق واِمتیاز ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا یہ صرف اِسلام ہی کا طریقہ ہے اَور رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے جس کے متعلق زیر ِعنوان مہمان نوازی لکھ چکا ہوں، ہاں دُوسری چیز جو اَچاریہ صاحب نے فرمائی ہے کہ ''سب کے ساتھ بھائیوں جیسا سلوک کرتے تھے'' یہ بات تو آج کل حقیقی بھائیوں میں بھی موجود نہیں ہے لیکن حضرت '' اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ '' اَور ''کُلُّ بَنِیْ آدَمَ اِخْوَۃٌ'' کے تحت بِلا تفریق مذہب وملت سب اِنسانوں کے ساتھ یکساں سلوک کرتے تھے۔ جیل کی زندگی میں جہاں ہر اِنسان اپنی ہی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے وہاں بھی آپ کی اِنسانی ہمدردیاں سب کے ساتھ یکساں ہوتی تھیں۔ اِس موقع پر ہم آپ کے رفیق جیل جناب سیتارام شکل کے تاثرات ومشاہدات پیش کرتے ہیں۔ شکل صاحب فرماتے ہیں :

''بھائی بھائی برابر ہیں یہ کہتے بہتوں سے سنا ہے لیکن برابری کا برتاؤ صرف مولانا کو کرتے دیکھا ہے، کھانا پکاتے وقت باورچی باورچی رہتا تھا اَور آپ مالک رہتے تھے لیکن کھانا کھاتے وقت باورچی اَور مالک ایک ہوتے تھے۔''

سبحان اللہ! حضرتؒ نے اِسلام کو صحیح معنٰی میں پیش کیا ہے۔ شکل صاحب آگے فرماتے ہیں :

''یہ ہی نہیں صرف ایک پاؤ گوشت مولانا کو ملتا تھا لیکن کھانے کے وقت جو بھی آکر کھاتے وقت بیٹھ جائے اُس کو کھانے میں حصہ مل جاتا تھا۔ جیل کی میعاد نہیں تھی یہ پتہ نہیں تھا کہ جیل میں کب تک رہنا ہے لیکن اگر کوئی معمولی قیدی کھانے کے وقت آگیا تو اُس کا کھانا اَور اپنا کھانا مِلا کر اُس کو اپنے ساتھ کھلاتے تھے، تندرستی گرنے لگی تو میں نے جیل کے ڈاکٹر سے کہا کہ مولانا اپنا کھانا تقسیم کردیتے ہیں اِس لیے تندرستی گرتی جارہی ہے۔ تو اُنہوں نے پہلے تو یہ کہا کہ میں کیا کروں قاعدہ یہی ہے پاؤ بھر گوشت مل سکتا ہے لیکن دُوسرے دِن آکر وزن کیا اَور تندرستی گرتے دیکھ کر پاؤ بھر گوشت اَور بڑھا دیا اِس کے مطابق مولانا کا خرچہ اَور بڑھ گیا اَور لوگ بھی کھانے میں شریک ہونے لگے۔

ایک روز ایک قیدی نے آکر فریاد کی کہ نماز پڑھتے وقت میرے پاس فلاں قیدی بھی تھا اُس نے میری اَٹھنّی چرالی (کیونکہ اُس وقت جیل کی اَٹھنی پندرہ روپے کے برابر تھی) مولانا نے کہا میں بھی تو تمہاری طرح قیدی ہوں لیکن جب اُسے زیادہ رنجیدہ دیکھا تو

اپنے پاس سے اُٹھنی دے کر رُخصت کیا۔ اِسے دیکھ کر میں نے مولانا سے برجستہ عرض کیا کہ اَب میں اِس بیرک میں آپ کے ساتھ نہ رہوں گا کیونکہ آپ کا اَخلاق اِتنا وسیع ہے اگر میں تھوڑے دِنوں اَور رہا تو میں بھی مسلمان ہو جاؤں گا۔ تو اُنہوں نے فرمایا کہ تم تو بہت دِنوں سے مسلمان ہو تم کیا مسلمان ہو گے؟

جیل میں سیاسی قیدی گرمی کے مہینے میں جان بوجھ کر دیر میں بند ہوتے تھے جس سے جیل والوں کو تھوڑی سی پریشانی ہوتی تھی لہٰذا اُنھوں نے سیاسی قیدیوں کی بیرک کو دیر میں کھولنا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ گرمی کے مہینے میں پاخانہ صاف نہ رہنے کی وجہ سے آٹھ بجے صبح تک بھنگی نہیں جانے پاتا تھا جس سے سیاسی قیدیوں کو پریشانی اُٹھانی پڑتی تھی۔ اِس پریشانی کو دیکھ کر میں نے مولانا سے عرض کیا کہ آج میں اِس بیرک میں بند ہوں گا اَور سیاسی قیدیوں کا پاخانہ صاف کروں گا۔ مولانا نے اِرشاد فرمایا میں بھی چلوں گا تم اکیلے کیوں جاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ میرے ہی جانے سے جیل والوں کی عقل ٹھیک ہو جائے گی آپ کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔'' (قومی آواز ۳۰ر دسمبر ۱۹۵۷ء)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ قید و بند کی حالت میں بھی اپنے اعلیٰ اَخلاق سے پیش آتے اَور جہاں تک ہو سکتا اپنے رُفقاءِ کار کا ساتھ دیتے اَور اُن کی خدمت کرتے (جیسا کہ کراچی جیل کا واقعہ پیش کر چکا ہوں)۔ یہی وجہ تھی کہ جب شکل صاحب کو حضرت کی بیرک سے علیحدہ کرنے کا آرڈر آیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ میں مولانا کو چھوڑ کر تنہا بہشت میں بھی جانا پسند نہیں کروں گا۔ جیل کے حالات پر زیرِ عنوان ''معمولاتِ جیل'' میں ذرا تفصیلی بحث کروں گا۔ اِنشاء اللہ تعالیٰ۔ (جاری ہے)

قسط : ۲۶

تربیتِ اَولاد

﴿ اَز افادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ ﴾

زیرِ نظر رسالہ ''تربیتِ اولاد'' حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے اِفادات کا مرتب مجموعہ ہے جس میں عقل و نقل اور تجربہ کی روشنی میں اَولاد کے ہونے ، نہ ہونے ، ہوکر مرجانے اور حالتِ حمل اور پیدائش سے لے کر زمانۂ بلوغ تک رُوحانی و جسمانی تعلیم و تربیت کے اِسلامی طریقے اَور شرعی احکام بتلائے گئے ہیں۔ پیدائش کے بعد پیش آنے والے معاملات ، عقیقہ، ختنہ وغیرہ اُمور تفصیل کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں، مرد عورت کے لیے ماں باپ بننے سے پہلے اور اُس کے بعد اِس کا مطالعہ اَولاد کی صحیح رہنمائی کے لیے انشاء اللہ مفید ہوگا۔ اِس کے مطابق عمل کرنے سے اَولاد نہ صرف دُنیا میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی بلکہ ذخیرۂ آخرت بھی ثابت ہوگی اِنشاء اللہ۔ اللہ پاک زائد سے زائد مسلمانوں کو اِس سے استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے۔

﴿ حقوق کا بیان ﴾

اَولاد کے حقوق :

والدین کے ذمہ اَولاد کے بہت سے حقوق ہیں، اَولاد کا ایک حق والدین کے ذمہ یہ بھی ہے کہ اِن کے اَخلاق کی اِصلاح کریں اِن کو (دینی) تعلیم دیں۔ بعض لوگ اَولاد کو (دینی) تعلیم نہیں دیتے بلکہ ناز و نعمت میں پالتے ہیں۔

صاحبو! جب بچپن میں اَولاد کے اَخلاق کی اِصلاح نہ ہوگی اَور تعلیم نہ دی جائے گی تو بڑے ہوکر اِس کا بہت بُرا انجام ہوگا۔ (التبلیغ الحدود والقیود)

حق تعالیٰ کا اِرشاد ہے اے اِیمان والو! اپنے آپ کو اَور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ۔ اِس کی تفسیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کو بھلائی یعنی دین کی باتیں سکھلاؤ۔ (حاکم)

اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے بیوی بچوں کو دین کی باتیں سکھلانا فرض ہے ورنہ اَنجام دوزخ ہوگا۔اَور اِن کا دُنیوی حق یہ ہے کہ جن چیزوں سے دُنیا کا نفع اَور آرام ملتا ہے وہ بھی سِکھلا دے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے بیٹوں کو تیرنا اَور تیر چلانا سکھلاؤ اَور عورتوں کو کاتنا سِکھلاؤ۔

اِن تین باتوں کا ذکر مثال کے طور پر ہے لیکن مراد سب ضرورت کی چیزیں ہیں۔(حیات المسلمین)

اَولاد کے ضروری حقوق کا خلاصہ :

جس طرح ماں باپ کے حقوق اَولاد پر ہیں اِسی طرح ماں باپ پر اَولاد کے حقوق ہیں، وہ یہ ہیں :

☆ نیک بخت (شریف) عورت سے نکاح کرنا تاکہ اَولاد اَچھی پیدا ہو۔

☆ بچپن میں محبت کے ساتھ اِن کی پرورش کرنا۔اَولاد کو پیار کرنے کی بھی بڑی فضیلت آئی ہے خصوصاً لڑکیوں سے دِل تنگ نہ ہونا چاہیے، اِن کی پرورش کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔

☆ اگر اَنا (دُوسری عورت) کا دُودھ پلانا پڑے تو با اَخلاق اَور دیندار (عورت) تلاش کرنا کیونکہ دُودھ کا اَثر بچہ کے اَخلاق پر پڑتا ہے۔

☆ اَولاد کو علمِ دین واَدب سکھلانا۔

☆ جب نکاح کے قابل ہوں تو اُن کا نکاح کردینا۔

☆ اگر لڑکی کا شوہر مرجائے تو نکاحِ ثانی ہونے تک اُس کو اپنے گھر میں رکھنا اَور اُس کے ضروری اَخراجات کو برداشت کرنا۔(حقوق الاسلام، آدابِ زندگی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دربار کا ایک واقعہ :

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دربار میں ایک باپ نے اپنے بیٹے پر دعویٰ کیا کہ یہ میرے حقوق اَدا نہیں کرتا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لڑکے سے دریافت کیا اُس نے کہا اے اَمیر المومنین! کیا باپ ہی کا سارا حق اَولاد پر ہے یا اَولاد کا بھی باپ پر کچھ حق ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اَولاد کا بھی باپ کے ذمہ حق ہے۔کہا میں اُن حقوق کو سننا چاہتا ہوں۔فرمایا اَولاد کا حق باپ پر یہ ہے کہ

☆ اَولاد حاصل کرنے کے لیے شریف عورت تجویز کرے۔

☆ اَور جب اَولاد پیدا ہو تو اُن کا نام اچھا رکھے تاکہ اُس کی برکت ہو۔

☆ اَور جب اُن کے ہوش درست ہو جائیں اُن کو تہذیب سکھائے اَور دین کی تعلیم دے۔

لڑکے نے کہا کہ میرے باپ نے اِن حقوق میں سے ایک حق بھی اَدا نہیں کیا اَور جب میں پیدا ہوا تو میرا نام جعل رکھا جس کا معنٰی پاخانہ کا کیڑا۔ اَور مجھے دین کا ایک حرف بھی نہیں سکھایا مجھے دینی تعلیم سے بالکل کورا رکھا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو باپ پر بہت غصہ آیا اَور اُس کو بہت دھمکایا اَور یہ کہہ کر مقدمہ خارج کر دیا کہ جاؤ پہلے تم اپنے ظلم کی مکافات کرو اُس کے بعد لڑکے کے ظلم کی فریاد کرنا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مقدمہ خارج کر دیا اَور باپ سے فرمایا کہ تو نے اِس سے زیادہ حق تلفی کی ہے جاؤ اپنی اَولاد کے ساتھ ایسا برتاؤ نہ کیا کرو۔ (الفیض الحسن ص ۱۰۲۔ حقوق البیت ص ۴۷)

وفیات

☆ ناظمِ برقیات جامعہ مدنیہ جدید مولانا محمد شاہد صاحب کی والدہ صاحبہ ۲۷ر فروری کو اَوکاڑہ میں وفات پا گئیں۔ ☆ گزشتہ ماہ جناب سیّد محمد عاصم صاحب کاکاخیل کے خُسر صاحب سخاکوٹ مالاکنڈ ایجنسی میں وفات پا گئے۔ ☆ جامعہ مدنیہ جدید کے ناظم قاری غلام سرور صاحب کے پھوپھی زاد بھائی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مطیع صاحب ۲۰ر فروری کو جتوئی ضلع مظفر گڑھ میں قضائے اِلٰہی سے وفات پاگئے۔ ☆ گزشتہ ماہ جناب خبیب خان صاحب کی ہمشیرہ صاحبہ لاہور میں وفات پا گئیں۔

☆ جامعہ مدنیہ جدید کے طالب علم نصیر اللہ کے والد صاحب گلگت میں وفات پا گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اَللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے۔ جامعہ مدنیہ جدید اَور خانقاہِ حامدیہ میں مرحومین کے لیے اَیصالِ ثواب کرایا گیا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

قسط : ۳

حضرت اِمام حسن بن علی رضی اللہ عنہما

﴿ حضرت مولانا شاہ معین الدین صاحب ندوی ؒ ﴾

خلافت سے دستبرداری :

آپ کے مدائن چلے آنے کے بعد عبداللہ بن عامر کو موقع مل گیا اُس نے بڑھ کر مدائن میں گھیر لیا حضرت حسن ؓ پہلے ہی سے اَمیر معاویہ ؓ سے صلح کرنے پر آمادہ تھے اَپنے ساتھیوں کی بزدلی اَور کمزوری کا تجربہ کرنے کے بعد جنگ کا خیال بالکل ترک کر دیا اَور چند شرائط پر اَمیر معاویہ ؓ کے حق میں خلافت سے دستبرداری کا فیصلہ کر لیا اَور یہ شرائط عبداللہ بن عامر کے ذریعہ سے اَمیر معاویہ ؓ کے پاس بھجوادیں جو حسبِ ذیل ہیں :

(۱) کوئی عراقی محض بغض و کینہ کی وجہ سے نہ پکڑا جائے گا۔ (۲) بلا اِستثناء سب کو اَمان دی جائے گی۔ (۳) عراقیوں کے ہفوات کو اَنگیز کیا جائے گا۔ (۴) اَہواز کا کل خراج حسن کے لیے مخصوص کر دیا جائے گا۔ (۵) حسین کو دو لاکھ سالانہ علیحدہ دیا جائے گا۔

(۶) بنی ہاشم کو صِلات و عطایا میں بنی عبدِ شمس (بنی اُمیہ) پر ترجیح دی جائے گی۔

عبداللہ بن عامر نے یہ شرائط اَمیر معاویہ ؓ کے پاس بھجوادیں اُنہوں نے بِلا کسی ترمیم کے یہ تمام شرطیں منظور کر لیں اَور اَپنے قلم سے اِن کی منظوری لکھ کر اپنی مہر ثبت کر کے معززین و عمائد کی شہادتیں لکھوا کر حضرت حسن ؓ کے پاس بھجوادیا۔ [۱]

---

[۱] یہ تمام حالات اَخبار الطّوال دینوری ۲۳۰ تا ۲۳۲ سے ماخوذ ہیں۔ اِبن اَثیر کا بیان اِس سے کسی قدر مختلف ہے۔ اُس کی روایت کے مطابق صورتِ واقعہ یہ ہے کہ جس وقت اِمام حسن ؓ نے اپنی شرائط اَمیر معاویہ ؓ کے سامنے پیش کرنے کے لیے بھیجے تھے اُسی دوران اَمیر معاویہ ؓ نے بھی ایک سادہ کاغذ پر مہر لگا کر حسن ؓ کے پاس بھیجا تھا کہ اِس پر وہ جو شرائط چاہیں تحریر کر دیں سب منظور کر لی جائیں گی۔ اِس کاغذ کے بھیجنے کے بعد اَمیر معاویہ ؓ کے پاس حسن ؓ کی شرائط والا کاغذ پہنچا۔ اَمیر معاویہ ؓ نے اِس کو روکے رکھا حسن ؓ کو جب اَمیر معاویہ ؓ کا مہر کردہ سادہ کاغذ ملا تو اُنہوں نے اِس میں بہت سی ایسی شرطیں جو پہلے مطالبہ میں نہ تھیں بڑھا دیں لیکن اَمیر معاویہ ؓ نے اُنہیں تسلیم نہیں کیا اَور صرف اُن ہی شرائط کو مانا جسے حسن ؓ پہلے بھیج چکے تھے۔ (اِبن اَثیر ج ۳ ص ۳۴۲)

دست برداری کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے قیس بن سعد اَنصاری کو جو مقدمۃ الجیش کے ساتھ شامیوں کے مقابلہ پر مامور تھے اِس کی اِطلاع دی اَور جملہ اُمور اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر کے مدائن چلے آنے کا حکم دیا۔ قیس کو یہ فرمان مِلا تو اُنہوں نے فوج کو پڑھ کر سنایا اَور کہا کہ اِس کے بعد ہمارے لیے صرف دو صورتیں ہیں یا تو بلا اِمام کے جنگ جاری رکھیں یا معاویہ رضی اللہ عنہ کی اِطاعت قبول کرلیں، اِن کے دستہ میں بھی کچھ کمزور لوگ موجود تھے جنہوں نے اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اِطاعت قبول کر لی اَور قیس حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق آپ کے پاس مدائن چلے آئے۔ اَور اِن کے مدائن آنے کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لے گئے اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ یہاں آکر آپ سے ملے اَور دونوں میں صلح نامہ کی شرائط کی زبانی بھی تصدیق و توثیق ہوگئی۔ (اَخبار الطّوال ص ۲۳۲)

اُوپر جو شرطیں اَخبار الطّوال سے نقل کی گئی ہیں اِن کے علاوہ عام طور پر ایک یہ شرط بہت مشہور ہے کہ ''اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گئے'' لیکن یہ شرط مروج الذہب، مسعودی، اَخبار الطّوال دینوری، یعقوبی، طبری اَور ابن اَثیر وغیرہ کسی میں بھی نہیں ہے۔ اَلبتہ علامہ ابن عبد البرؒ نے اِستیعاب میں لکھا ہے کہ علماء کا یہ بیان ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ صرف معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی ہی تک کے لیے اِن کے حق میں دست بردار ہوئے تھے۔ (اِستیعاب تذکرہ اِمام حسنؓ)

لیکن ابن عبد البرؒ کا یہ بیان خود محلِ نظر ہے اِس لیے کہ جو واقعہ کسی مستند تاریخ میں نہیں ملتا اُس کو علماء کا بیان کیسے کہا جا سکتا ہے۔ ممکن ہے اُن کے عہد کے علماء کی یہ رائے رہی ہو لیکن تاریخوں سے اِس کی تصدیق نہیں ہوتی۔ خود طبری نے بھی جو اپنی تاریخ میں ہر قسم کی رطب و یابس روایتیں نقل کر دیتا ہے اِس شرط کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے اَور آئندہ واقعات سے بھی اِس کی تائید نہیں ہوتی۔ اِس شرط کے نہ ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جب اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت لینے کے لیے مدینہ گئے اَور ابنِ زبیر رضی اللہ عنہ حسین رضی اللہ عنہ اَور عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ وغیرہ کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا تو اِن بزرگوں نے اِس کے خلاف ہر طرح کے دلائل دیے، ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ طریقہ خلفائے راشدینؓ کے اِنتخابی طریقہ کے خلاف ہے اِس لیے ہم اِسے منظور نہیں کر سکتے۔ عبدالرحمٰن بن اَبی بکر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ قیصر و کسریٰ کی سنت ہے لیکن کسی نے بھی یہ دلیل نہیں دی کہ حسن رضی اللہ عنہ

صرف تمہارے حق میں دستبردار ہوئے تھے اِس لیے یزید کو ولی عہد نہیں بنایا جا سکتا۔

ظاہر ہے اگر اِن بزرگوں کو اِس قسم کی شرط کا علم ہوتا تو وہ دُوسرے دلائل کے ساتھ اِسے بھی یزید کی ولی عہدی کی مخالفت میں ضرور پیش کرتے پھر اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ یزید کے مقابلہ میں کھڑے ہوئے تو آپؓ نے اپنے دعوی کی تائید اَور یزید کی مخالفت میں بہت سی تقریریں کیں اَور اُن تقریروں میں یزید کی مخالفت کے اَسباب بیان کیے لیکن کسی تقریر میں بھی آپؓ نے یہ دعوی نہیں فرمایا کہ چونکہ میرے بھائی حسن رضی اللہ عنہ صرف اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہوئے تھے اَور وہ اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں وفات پاچکے تھے اِس لیے اُصول توارِث کی رُو سے اُن کی جانشینی کا حق مجھے یا حسن رضی اللہ عنہ کی اَولاد کو پہنچتا ہے۔ حالانکہ یزید کی حکومت کے خلاف دلائل میں یہ بڑی قوی دلیل تھی لیکن حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اُس کی طرف اِشارہ بھی نہیں فرمایا۔

اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ہی سرے سے غلط ہے۔ باقی رہا یہ سوال کہ پھر بعض اَربابِ سیر نے اِسے کیوں نقل کیا ہے؟ اِس کا جواب اُن لوگوں کے لیے بہت آسان ہے جو بنی اُمیہ اَور بنی ہاشم کی اِختلافی تاریخ پر نظر رکھتے ہیں کہ اُن میں سے ہر ایک حامی دُوسرے کے متعلق ایسی روایتیں گھڑ دیتے ہیں جس سے دُوسرے کے دامن پر کوئی دھبہ آتا ہو۔

اِس میں کوئی شک نہیں کہ اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف صف آرا ہو کر اَور پھر اپنے بعد یزید کو ولی عہد بنا کر اِسلامی خلافت ختم کر کے تاریخِ اِسلام میں نہایت بُری مثال قائم کی لیکن اِس غلطی کو محض اُس کی حد تک محدود رکھنا چاہیے تھا مگر اُن کے مخالفوں نے اِس پر بس نہیں کیا بلکہ اُن کے خلاف ہر طرح کے بہتان تراش کر تاریخوں میں شامل کر دیے۔ اُوپر کی شرط بھی اُسی بہتان کی ایک کڑی ہے۔ ہمارے نزدیک اِس شرط کی اِیزاد سے اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اِشارے سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دینے والی روایت کی توثیق مقصود ہے جس کا ذکر آئندہ آئے گا۔

اِس لیے کہ جب بطورِ مقدمہ کے اِسے تسلیم کر لیا جائے کہ حسن رضی اللہ عنہ صرف معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی تک کے لیے خلافت سے دستبردار ہوئے تھے اَور اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے خاندان میں حکومت چاہتے تھے تو پھر اِن دونوں مقدمات سے یہ کھلا ہوا نتیجہ نکل آتا ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ کو اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ

ہی نے زہر دِلوایا تھا اَور یہ اَیسا مکروہ اِلزام ہے کہ جس سے اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اَخلاقی تصویر نہایت بدنما ہو جاتی ہے اَور وہ ہمیشہ کے لیے مورِدِ طعن بن جاتے ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے اسبابِ وفات پر اِنشاء اللہ اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حالات میں تفصیل سے بحث کی جائے گی۔

مجمع عام میں دستبرداری کا اعلان اَور مدینہ کی واپسی :

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اَور اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مصالحت کے بعد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جو اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے اُن سے کہا کہ مناسب یہ ہے کہ مجمع عام میں حسن رضی اللہ عنہ سے دستبرداری کا اعلان کرادو تاکہ لوگ خود اُن کی زبان سے اِس کو سن لیں مگر اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ مزید حجت مناسب نہ سمجھتے تھے اِس لیے پہلے اِس پر آمادہ نہ ہوئے مگر جب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بہت زیادہ اِصرار کیا تو اُنہوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ وہ برسرِ عام دستبرداری کا اعلان کردیں۔ اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اِس فرمائش پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مجمع عام میں حسبِ ذیل تقریر فرمائی :

> اَما بعد! لوگو خدا نے ہمارے اَگلوں سے تمہاری ہدایت اَور پچھلوں سے تمہاری خونریزی کرائی۔ دانائیوں میں بہترین دانائی تقوی اَور کمزوریوں میں سب سے بڑی کمزوری بداَعمالیاں ہیں، یہ اَمر (خلافت) جو ہمارے اَور معاویہ کے درمیان متنازعہ فیہ ہے یا وہ اِس کے حقدار ہیں یا میں، دونوں صورتوں میں محمد ﷺ کی اُمت کی اِصلاح اَور تم لوگوں کی خونریزی سے بچنے کے لیے میں اِس سے دستبردار ہوتا ہوں، پھر معاویہؓ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: ''یہ خلافت تمہارے لیے فتنہ اَور چندروزہ سرمایہ ہے'' یہ سن کر اَمیر معاویہؓ نے کہا کہ بس کیجیے اِس قدر کافی ہے۔ اَور عمرو بن العاصؓ سے کہا تم مجھے یہی سنوانا چاہتے تھے۔ (اُسد الغابہ ج ۲ ص ۱۴ و اِستیعاب ج ۱ ص ۱۴۴)

اِس خاتم الفتن دست برداری کے بعد حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اہل وعیال کو لے کر مَدِیْنَةُ الرَّسُوْل چلے گئے۔ اِس طرح آنحضرت ﷺ کی یہ پیشین گوئی پوری ہوگئی کہ :

'' میرا یہ بیٹا سیّد ہے خدا اِس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو بڑے فرقوں میں صلح کرائے گا ''

با اِختلافِ روایت آپؓ کی مدتِ خلافت ساڑھے پانچ مہینہ یا چھ مہینہ سے کچھ زیادہ یا سات مہینہ

سے کچھ زیادہ تھی۔ آپؓ کی بیعتِ خلافت کی تاریخ تو متعین ہے مگر دست برداری کی تاریخ میں بڑا اِختلاف ہے۔ بعض ربیع الاوّل ۴۱ھ بعض ربیع الثانی اَور بعض جمادی الاوّل بتاتے ہیں۔ اِسی اعتبار سے مدتِ خلافت میں بھی اِختلاف ہوگیا ہے۔

معاویہؓ اَور قیس بن سعدؓ میں صلح :

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی دستبرداری سے آپ کے خاص حامیوں اَور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فدائیوں کو بڑا صدمہ پہنچا، اِس میں شک نہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے کچھ آدمیوں نے جن پر شامیوں کا مخفی جادُو چل گیا تھا کمزوری دِکھائی تھی لیکن اِن کے علاوہ ہزاروں فدایانِ علیؓ اُس وقت بھی سر بکف جان دینے کے لیے آمادہ تھے۔ خود قیس بن سعد رضی اللہ عنہ جو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے مقدمۃ الجیش کے کمان دار تھے، حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے حکم پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ چھوڑ کر مدائن تو چلے آئے تھے لیکن دستبرداری کے بعد کسی طرح اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت تسلیم کرنے پر تیار نہ ہوتے تھے اَور اُن سے مقابلہ کرنے کے لیے ہمہ تن آمادہ تھے اَور اپنی ہم خیال جماعت سے جنگ کے لیے بیعت بھی لے لی تھی لیکن آخر میں اَمیر معاویہؓ نے اُن کے تمام مطالبات مان کر صلح کر لی۔ (ابن اثیر ج ۳ ص ۳۴۳)

وفات :

دستبرداری کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ آخری لحۂ حیات تک اپنے جدِ بزرگوار کے جوار میں خاموشی وسکون کی زندگی بسر کرتے رہے۔ ۵۰ھ میں آپ کی بیوی جعدہ بنتِ اَشعث نے کسی وجہ سے زہر دے دیا (زہر کے متعلق عام طور پر یہ غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے کہ اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اِشارہ سے دیا گیا تھا جو سراسر غلط ہے اِس پر تفصیلی بحث اِنشاء اللہ اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حالات میں آئے گی) جو سمِ قاتل تھا، قلب وجگر کے ٹکڑے کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ جب حالت زیادہ نازک ہوئی اَور زندگی سے مایوس ہوگئے تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بُلا کر اُن سے واقعہ بیان کیا، اُنہوں نے زہر دینے والے کا نام پوچھا۔ فرمایا نام پوچھ کر کیا کروگے؟ عرض کیا قتل کروں گا۔ فرمایا اگر میرا خیال صحیح ہے تو خدا بہتر بدلہ لینے والا ہے اَور اگر غلط ہے تو میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کوئی ناکردہ گناہ پکڑا جائے اَور زہر دینے والے کا نام بتانے سے اِنکار کر دیا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے نانا کے پہلو میں دفن ہونے کی بڑی تمنا تھی اِس لیے اپنی محترم نانی

حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حجرۂ نبوی میں دفن ہونے کی اِجازت چاہی، اُنہوں نے خوشی کے ساتھ اِجازت دے دی۔ اِجازت ملنے کے بعد بھی اِحتیاطاً فرمایا کہ میرے مرنے کے بعد دوبارہ اِجازت لینا، ممکن ہے میری زندگی میں مروّت سے اِجازت دے دی ہو اگر دوبارہ اِجازت مل جائے تو روضۂ نبوی ﷺ میں دفن کرنا، مجھے خطرہ ہے کہ اِس میں بنی اُمیہ مزاحم ہوں گے اگر مزاحمت کی صورت پیش آئے تو اِصرار نہ کرنا اَور بقیع الغرقد کے گورِ غریباں میں دفن کر دینا۔ (اِستیعاب ج ۱ ص ۱۴۵۔ مروج الذہب مسعودی ج ۳ ص ۳۸۰)

زہر کھانے کے تیسرے دن ضروری وصیتوں کے بعد باِختلافِ روایت ربیع الاوّل ۴۹ھ یا ۵۰ھ میں اِس بوریہ نشین مسندِ بے نیازی نے اِس دُنیائے دُنی کو خیر باد کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ وفات کے وقت ۴۷ یا ۴۸ سال کی عمر تھی۔

جنازہ پر جھگڑا :

وفات کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے وصیت کے مطابق دوبارہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اِجازت مانگی، آپؓ نے پھر فراخ دِلی کے ساتھ اِجازت مرحمت فرمائی [۱] لیکن حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا خطرہ بالکل صحیح نکلا۔ مروان کو اِس کی خبر ہوئی تو اُس نے کہا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کسی طرح روضۂ نبوی ﷺ میں دفن نہیں کیے جا سکتے، اُن لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو تو یہاں دفن نہ ہونے دیا اَور حسن رضی اللہ عنہ کو دفن کرنا چاہتے ہیں یہ کسی طرح نہیں ہوسکتا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے مقابلہ کرنا چاہا مروان بھی لڑنے پر آمادہ ہوگیا اَور قریب تھا کہ پھر ایک مرتبہ مدینہ کی زمین مسلمانوں کے خون سے لالہ زار بن جائے کہ اِتنے میں مشہور صحابی حضرت اَبو ہریرہ رضی اللہ عنہ پہنچ گئے اَور چلائے کہ :

> ''یہ کیا ظلم ہے کہ ابن رسول اللہ (ﷺ) کو اُس کے نانا کے پہلو میں دفن کرنے سے روکا جاتا ہے۔ پھر حسین رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اِس کے لیے کشت وخون سے کیا فائدہ؟ حسنؓ کی وصیت بھول گئے کہ اگر خون ریزی کا خطرہ ہو تو عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔''

---

[۱] اِس موقع پر بھی حرمِ نبوی ﷺ کے دُشمنوں نے ایک روایت مشہور کر دی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اِجازت نہیں دی اَور حضرت حسنؓ کے روضۂ نبوی ﷺ میں دفن ہونے میں مزاحم ہوئیں۔ مگر یہ روایت بھی اَمیر معاویہؓ کی شرائط کی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بدنام کرنے کے لیے گھڑی گئی ہے جس کی کوئی اَصلیت نہیں۔

اِس پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا غصہ ٹھنڈا ہوگیا اَور بنی اُمیہ اَور بنو ہاشم میں جنگ ہوتے ہوتے رہ گئی۔ اِس کے بعد سعید بن العاص رضی اللہ عنہ عاملِ مدینہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اَور لاش مبارک جنت البقیع میں حضرت فاطمہ زَہراء رضی اللہ عنہا کے پہلو میں سپرد خاک کی گئی۔ (اِستیعاب ج ۱ ص ۱۴۵ و اُسد الغابہ ج ۲ ص ۱۵)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا روضۂ نبوی علیہ السلام کے بجائے بقیع کے گورِ غریباں میں دفن کیا جانا بھی آپ رضی اللہ عنہ کے رُوحانی تصرف کا نتیجہ تھا کہ جس پیکرِ صلح و آشتی نے زندگی میں مسلمانوں کے خون کی قیمت پر دُنیاوی جاہ وحشم حاصل کرنا پسند نہ کیا اَور خونریزی سے بچنے کے لیے سلطنت وحکومت جیسی چیز کو ٹھکرا کر عزلت نشینی کی زندگی اِختیار کی اُس کے جسدِ خاکی نے مرنے کے بعد بھی یہ کرشمہ دِکھایا کہ روضۂ نبوی علیہ السلام کے مقابلہ میں بقیع کے گورِ غریباں میں دفن ہوا لیکن حرمِ نبوی علیہ السلام میں مسلمانوں کا خون نہ گرنے دیا ورنہ اِس قیمت پر جدِ امجد کے پہلو میں جگہ ملنی بہت آسان تھی۔

مدینہ میں ماتم :

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی رِحلت معمولی واقعہ نہ تھا بلکہ صلح ومسالمت کا ماتم تھا، حلم وعفو کا ماتم تھا، صبر وتحمل کا ماتم تھا، اِستغناء و بے نیازی کا ماتم تھا، خاندانِ نبوت کے چشم و چراغ کا ماتم تھا، اِس لیے آپ رضی اللہ عنہ کی وفات پر مدینہ میں گھر گھر صفِ ماتم بچھ گئی بازار بند ہوگئے گلیوں میں سنّاٹا چھا گیا۔ بنی ہاشم کی عورتوں نے ایک مہینہ تک سوگ منایا۔ حضرت اَبو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسجد میں فریاد وفغاں کرتے تھے اَور پکار پکار کر کہتے تھے کہ لوگو! آج خوب رولو کہ رسول اللہ علیہ السلام کا محبوب دُنیا سے اُٹھ گیا۔ (تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۰۱)

جنازہ میں اِنسانوں کا اِتنا ہجوم تھا کہ اِس سے پہلے مدینہ میں کم دیکھنے میں آیا تھا۔ ثعلبہ بن اَبی مالک رضی اللہ عنہ جو مٹی میں شریک تھے راوی ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں اِتنا اِژدحام تھا کہ اگر سوئی جیسی مہین چیز بھی پھینکی جاتی تو کثرتِ اِژدحام کی وجہ سے زمین پر نہ گرتی۔ (تہذیب الکمال ص ۸۹)۔ (جاری ہے)

قسط : ۲

دارُالعلوم دیوبند کے مردِ دَانا و دَرویش کی رِحلت

﴿ تحریر : حضرت مولانا نور عالم خلیل صاحب اَمینی، اِنڈیا ﴾

اُستاذ اَدبِ عربی دارُالعلوم دیوبند

حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دارُالعلوم کی زمامِ اہتمام ایسے وقت میں سنبھالی جب وہ شدید خلفشار کے طویل دَور سے پوری طرح نکل نہیں سکا تھا کیونکہ اُس کے منفی اَثرات کا تسلسل ہنوز باقی تھا۔ ایسے حالات میں سارے اِنتظامی شعبوں کو اَز سرِ نو اِستوار کرکے اُنھیں سرگرمِ سفر کرنا، ملازمین و مدرسین کا اعتماد بحال کرنا اَور طلبہ کے اپنے مقصد کی راہ پر محوِ عمل رہنے کا حوصلہ پانے کے لیے قدرتی فضاء بنانا جُوئے شیر لانے کا عمل تھا، اُنھوں نے اپنی خداترسی و شب بیداری، دارُالعلوم کے لیے اپنی دِلسوزی، اپنے غیر معمولی تدبّر، اپنی عالی حوصلگی، کاروانِ عمل کے ہر فرد کو ساتھ لے کر چلنے کی ہزار خوبیوں کی اپنی جامع خوبی، خاموشی کے ساتھ محض کام کرتے رہنے کی اپنی ہمّت اَور ہمہ وقت کی فکرمندی کی وجہ سے نہ صرف حالات کی نزاکتوں پر قابو پالیا بلکہ سکون واِطمینان کی ایسی فضاء بہ رُوئے کار لانے میں کامیاب رہے کہ اُن کے کم و بیش تیس سالہ دورِ اہتمام میں پھر کبھی کوئی اِنتشار رُونما نہ ہوا جس کی وجہ سے دارُالعلوم نے تعلیمی و تعمیری سطحوں پر لائقِ ذکر ترقی کی۔

تعمیری سطح پر تو کہنا چاہیے کہ دارُالعلوم کی پہلے کی بہ نسبت تقریباً تین گنی عمارتیں اُنہی کے دور میں تعمیر ہوئیں، دارُالعلوم کی مشہور و پرشکوہ و لمبی چوڑی جامع رشیدؒ جو فنِ تعمیر کا شاہکار ہے، اُنہی کے خلوصِ بے کراں کی دَین ہے۔ اعظمی منزل کی سہ منزلہ عمارت، مدرسہ ثانویہ کی عمارت، شیخ الاسلامؒ منزل کے نام سے سہ منزلہ ہاسٹل، حکیم الامتؒ منزل کے عنوان سے پرشکوہ درجہ حفظ کی عمارت جس میں درجہ حفظ کے طلبہ کی تدریس و رہائش کا بھی اِنتظام ہے، اَساتذہ کے لیے متعدّد فیملی کوارٹر، حضرت مولانا وحید الزماں کیرانوی (سابق مددگار مہتمم و ناظم تعلیمات واُستاذ اَدب وحدیث (۱۳۴۹ھ۔۱۹۳۰ء/ ۱۴۱۵ھ۔۱۹۹۵ء) کے ذریعے دارُالاہتمام

کا دُوسرا ہال اَور دائیں بائیں دارُالاہتمام میں جانے کے زینے، کتب خانے کے نیچے سے اِحاطہ دفاتر سے اِحاطہ کتب خانہ سے ہوکر دارِ جدید کی طرف جانے کا کشادہ راستہ، کتب خانہ دارُالعلوم کی توسیع ، نیز کتب خانے کے لیے دارِ جدید کی جانبِ غرب میں مستقل مضبوط اَور متعدد منزلہ کشادہ عمارت کی تعمیر (جو اَب قریب التکمیل ہے) اَور دارِ جدید نام کی سب سے بڑی طویل الذیل طلبہ کی رہائش گاہ کی تعمیرِ نو (جس کا بڑا حصہ مکمل ہوچکا ہے اَور باقی زیرِ تعمیر ہے) اِسی طرح رواقِ خالد کے دائیں اَور بائیں دو مزید ہاسٹلوں کی تعمیر، اِحاطہ مطبخ میں دارُالقرآن کے نام سے کئی کمروں پر مشتمل ہاسٹل، دارُالعلوم کی ساری اَراضی کی مضبوط اَور اُونچی فصیل بندی، بہت سی اَراضی کی خریداری جن میں سے بعض پر مذکورہ عمارتوں میں سے بعض عمارتیں تعمیر ہوئیں بالخصوص محلّہ خانقاہ میں غیر مسلموں کے مکانات کی خرید جس سے یہ محلّہ ہندو مسلم آمیزش کے خطرے سے پاک ہوگیا اَور عام مسلمانوں کو یہ حوصلہ مِلا کہ وہ بھی یہاں آبسیں۔ پانی کی دو بڑی ٹنکیوں کی تعمیر، مہمان خانہ کی تعمیرِ نو، ایک بڑے جنریٹر کی خرید جس سے پانی کی ٹنکیاں بھی بہ وقت ضرورت بھری جا سکیں اور اِسی کے ساتھ ایک چھوٹے جنریٹر کا اِنتظام جو درس گاہوں اَور دفاتر میں بجلی کے منقطع ہونے کی صورت میں (جو دیوبند میں روزمرہ کا معمول ہے) روشنی اَور پنکھوں کے چلتے رہنے کو یقینی بناتا ہے نیز جس کی وجہ سے دارُالعلوم میں رات کے بارہ بجے تک بھی بجلی کے غائب ہونے کی صورت میں روشنی کا معقول اِنتظام رہتا ہے، یہ سارے کارنامے اِن ہی کے دورِ مسعود میں اَور اِن ہی کی فکر مندی سے رُوبہ عمل آئے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ جب تک صحت مندر ہے اَور چلنے پھرنے کی طاقت رہی، وہ زیرِ تعمیر عمارتوں کو تقریباً روزانہ ہی کم اَز کم ایک بار ضرور موقع پر دیکھنے جاتے، وہاں دیر تک کھڑے رہتے، مختلف زاویوں سے اُس کا مُعائنہ کرتے، موقع پر موجود ٹھیکے داراَور اہم معماروں سے تعمیری پیش رفت پر تبادلہ خیال کرتے، اپنے طور پر اُنہیں ضروری مشورے دیتے اَور عمارت میں کسی جگہ کوئی مفید ترمیم و تنسیخ سمجھ میں آتی تو اُنہیں اُس کی صَلاح دیتے۔ جامع رشیدؒ کی تعمیر سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو خصوصی دلچسپی تھی، یاد ہے کہ جب اُس کی تعمیر شروع ہوئی تو اُس کے تعمیری دورانیے میں جو سال ہا سال پر محیط رہا، دِن میں کئی کئی بار جائے تعمیر پر تشریف لے جاتے کبھی کبھی گھنٹہ آدھ گھنٹہ وہاں بیٹھ کر تعمیری عمل کا بغور مشاہدہ کرتے۔ اُن دِنوں حضرتؒ کی صحت بہت اچھی تھی، تیز رفتاری سے چلتے تھے، اِس لیے دارُالعلوم کے اِحاطے میں جہاں بھی کوئی تعمیری سرگرمی جاری ہوتی وہاں

پہنچ کر مشاہدہ کرتے اَور دارُالعلوم کے مختلف شعبوں کا بھی اچانک معائنہ فرمانے تشریف لے جاتے۔

سچ یہ ہے کہ وہ دارُالعلوم کے سارے کاموں سے اِس طرح دلچسپی لیتے تھے کہ بہت سے لوگوں کو اپنے ذاتی کاموں سے بھی اِتنی دلچسپی نہیں ہوتی۔

تعلیمی وثقافتی سطح پر بہت سے نئے شعبے اُبھرے: معین المدرسین کا نظام اِستوار ہوا جو اَکابر کے زمانے میں کبھی ہوا کرتا تھا، تخصص فی الحدیث اَور تکمیل العلوم کے شعبے قائم ہوئے، عالمی ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کے بعد دارُالعلوم میں مستقل شعبہ ختم نبوت قائم ہوا، رابطہ مدارسِ اِسلامیہ کے نام سے ہندگیر تنظیم قائم ہوئی، فرقِ باطلہ کے رد کے لیے محاضرات کا مستقل نظام رُوبہ عمل آیا، نیز تحفظ سنت شعبہ اَور شعبہ ردِّ عیسائیت قائم ہوئے، شیخ الہند اَکیڈمی تازہ دم اَور فعال ہوئی، اَنگریزی زبان واَدب کے دوسالہ شعبے کا قیام ہوا جس کے بعد ہی بہت سے مدارس نے طلبہ مدارسِ عربی کے لیے اَنگریزی تعلیم کا اِسی طرح کا نظام اپنے یہاں قائم کرنا شروع کیا، شعبہ کمپیوٹر واِنٹرنیٹ قائم ہوا جس میں طلبہ کی ٹریننگ کا ایک سالہ نظام زیرِعمل آیا۔

دارُالعلوم کے اِمتحانی نظام میں ایک بڑی تبدیلی یہ ہوئی کہ سالانہ اِمتحان کے علاوہ مزید دو اِمتحانات سہ ماہی وششماہی ہوا کرتے تھے لیکن ضیاعِ وقت کے ساتھ ساتھ تقریری ہونے کی وجہ سے اُن سے مطلوبہ فائدہ حاصل نہیں ہو پاتا تھا لہٰذا صرف دو اِمتحانات: ششماہی اَور سالانہ کردیے گئے اَور ششماہی کو سالانہ ہی کی طرح باقاعدہ تحریری بنادیا گیا جس سے طلبہ کی صلاحیت سازی کا عمل زیادہ کارگر اَور مفید ثابت ہوا۔ طلبہ کی تعداد حضرت حکیم الاسلامؒ کے دور میں صرف اَٹھارہ سو (۱۸۰۰) ہوا کرتی تھی اِسے بڑھا کر ساڑھے تین ہزار اَور چار ہزار (۳۵۰۰-۴۰۰۰) کے قریب کردی گئی، طلبہ کے وظائف میں معقول اِضافہ کیا گیا۔ بہت سے شعبوں کے وظائف لائقِ تذکرہ اَور ریکارڈ ہیں، طلبہ کے کھانے میں بھی مہینے میں دوبار پھر تین بار بریانی کا اِنتظام ہوا۔ اِمتحانات کے زمانے میں ساری درس گاہوں کے کھلے رہنے کا اِنتظام ہوا، طلبہ کی سینکڑوں ضلعی وصوبائی اَنجمنوں کو معنوی مدد دی گئی اَور اُن کی حوصلہ اَفزائی کی گئی۔

مالیہ کی فراہمی کا کارگر اَور فعال نظام قائم ہوا اَور دارُالعلوم کا بجٹ تقریباً ۲۱ کروڑ تک پہنچ گیا جبکہ حضرت حکیم الاسلامؒ کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو صرف (۶۰) ساٹھ لاکھ کے بجٹ کا دارُالعلوم ملا تھا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ خوبی رہی کہ جب تک وہ زیادہ ہوش میں اَور زیادہ فعال رہے دارُالعلوم کے حساباتِ

آمد وصرف کے ایک ایک پرزے کو بہ ذاتِ خود دیکھتے تھے، وہ دارُ العلوم کے ملازمین کا بعض دفعہ ایک دو روپے کے اُن مصارف پر مواخذہ کر لیتے تھے جنھیں وہ غیر ضروری بے قاعدہ یا ناروا سمجھتے تھے۔ یہ راقم اہتمام میں جاتا تو اکثر وہ محاسبی کے رجسٹروں اَور آمد وصرف کے واؤچروں کو دیکھتے ہوئے نظر آتے۔ دارُ العلوم کے وسیع تر ماحول میں آمد وصرف کو دقتِ نظر سے جانچنے اَور مالی شعبے کی شفافیت کو مطلوبہ معیار پر باقی رکھنے کی ذاتی کوشش کرنے کے حوالے سے وہ منفرد شناخت کے حامل مہتمم تھے۔ دارُ العلوم کے تعلق سے اُن کی اَمانت ودیانت بلکہ دارُ العلوم کے پیسے کے سلسلے میں اِنتہائی بخالت ضرب المثل بن گئی تھی۔ ہر چند کہ اُن کی اِس ''بخالت'' سے بعض دفعہ بعض پریشانیاں کھڑی ہو جاتی تھیں لیکن اِس سے دارُ العلوم کے تئیں اُن کی غیر معمولی اَپنائیت اَور قوم کے پیسے کی حد درجہ نگہداشت کی اُن کی خوبی اُجاگر ہوتی ہے جو ہر ایک کے لیے لائقِ رشک وقابلِ تقلید تھی۔ دارُ العلوم میں آمد وصرف کا نظام بہت بھاری بھرکم ہے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنے تئیں سارے چھوٹے بڑے مصارف پر نگاہ رکھنے میں کوئی کسر باقی نہ رہنے دیتے تھے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طرح حساب کتاب پر براہِ راست نگاہ رکھنے والا سربراہِ اعلیٰ کسی اِدارے کو شاید ہی نصیب ہوا ہوگا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بطورِ مہتمم کے ایک بڑی شناخت اُس کے لیے ہمہ وقت کی فکرمندی تھی، ایسا لگتا تھا کہ اُنھوں نے اِسی کے غم کو اپنا غم بنالیا ہے۔ دارُ العلوم کے لیے سوچنا، اُس کے مسائل کو اَوڑھ لینا، اُس کی ضروریات، ترقیات اَور اُس کی ہمہ جہت بھلائیوں کے لیے اپنے ذہن میں خاکے مرتب کرتے رہنا، لگتا تھا کہ اُن کی دوا، غذا اَور اُن کی راحت وعافیت کا ناگزیر سامان ہے۔ اللہ نے اُنھیں خوش حال پیدا کیا تھا، بڑی زمین جائداد کے مالک تھے، شہر بجنور میں سامانِ راحت سے بھرا پُرا اُن کا محل نما اپنا گھر اَور اُن کے گھر کے پاس ہی اُن کے سارے اہلِ خاندان کے مکانات تھے، جہاں اُنھوں نے بچپن سے بڑھاپے تک کی عیش وراحت کی زندگی گزاری تھی لیکن اُن سارے اَسبابِ راحت کو چھوڑ دارُ العلوم کی مسجدِ قدیم کے اِحاطے کے ایک بالائی کمرے میں سادہ سی زندگی گزارتے، اپنے مصارف سے تیار کرائے گئے مطبخ کے کھانے پر اِکتفاء کرتے، بڑھاپے کی کمزوری اَور اُس سے پیدا شدہ بہت سے عوارض اَور تکالیف کو جھیلتے اَور نہ صرف کمرے کا کرایہ اَدا کرتے بلکہ دارُ العلوم سے کسی طرح کا اَدنیٰ سے اَدنیٰ فائدہ اُٹھانے کا بھی معاوضہ پیش فرماتے۔ اگر کسی مجبوری سے مہینے دو مہینے بعد گھر جاتے تو وہاں بھی ہر وقت دارُ العلوم ہی کی فکر ستاتی رہتی، ٹیلی فون سے

آنے جانے والوں کے ذریعے یا بوقتِ ضرورت کسی آدمی کو باقاعدہ دارُالعلوم بھیج کر دارُالعلوم کے اَحوال اَور مسائل سے مکمل طور پر واقف رہنے کی کوشش کرتے۔

زندگی کا تجربہ بتاتا ہے کہ زندگی کا کوئی کام صرف محنت اَور سعیِ پیہم سے اُتنا اَنجام پذیر نہیں ہوتا جتنا فکرمندی سے، جس کی وجہ سے وہ کام ذہن پر ہمہ وقت مسلط رہتا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ دارُالعلوم کے متعلقہ کاموں کو نہ صرف محنت اَور لگن سے اَنجام دیتے تھے بلکہ اُس کی ساری متعلقہ ذمہ داریاں شب وروز کے سارے لمحات میں اُن کے ذہن پر مسلط رہتیں اَور ہروقت وہ اُنہی کے متعلق سوچتے رہتے۔ اُن کی وفات سے صرف ۱۹ دِن پہلے کی بات ہے یعنی شنبہ ۱۳؍ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰؍نومبر ۲۰۱۰ء کی کہ راقم دارُالعلوم کے دوایک اَساتذہ کے ساتھ اُن کی ملاقات کو اُن کے دولت کدے واقع محلّہ قاضی واڑہ شہر بجنور پہنچا، حضرت سے ملاقات ہوئی تو مصافحہ اَور خیر خیریت معلوم کرنے کے معاً بعد فرمایا کہ دارُالعلوم میں قربانی کے کتنے جانور آئے تھے اَور یہ کہ اِس سلسلے کی کمیٹی ٹھیک سے بن گئی تھی اَور پتہ نہیں صحیح ریٹ پر چمڑے کی فروخت ہوئی کہ نہیں؟ راقم کے ساتھ جو اَساتذۂ کرام تھے اُن میں سے بعض کمیٹی کے ممبران میں تھے اُنھوں نے کہا: حضرت چمڑے ماشاء اللہ اچھے ریٹ سے گئے تو وہ مطمئن ہوگئے۔ ہم لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی کہ صحت کے اِس عالم میں کہ وہ گھل کر ہڈیوں کا مجموعہ بن گئے ہیں دارُالعلوم اَور اُس کے مفادات ہی کی اُنھیں لگی ہوئی ہے، اِس حالت میں تو آدمی کو اپنی بھی خبر نہیں ہوتی، ۱۰۰ سال کا بوڑھا آدمی جو عرصے سے طرح طرح کے اَمراض اَور بڑھاپے کی کمزوریوں اَور اُس کے مختلف الاقسام عوارض کا شکار ہے اُس کو صرف اپنے محبوب اِدارے کی فکر ہے کسی اَور بات کی نہیں؟

ہم لوگوں کو بہت خوشی ہوئی کہ اللہ پاک نے اِس عمر میں بھی اُن کے ذہن اَور حافظے کی کارکردگی کو پوری طرح محفوظ رکھا ہے اَور اُن کا دماغ مکمل طور پر اپنا کام کر رہا ہے، ورنہ اِس عمر اَور اِتنے اَمراض کی حالت میں آدمی کا ذہن کلًّا یا جزءً اکام نہیں کرتا۔ یہ اُن کی دینداری اَور تقویٰ شعاری کی برکت تھی اَور اپنے خاندان کے عظیم بزرگوں کی نیکیوں کی جو دارُالعلوم کے دیرینہ خادم اَور سچے بہی خواہ رہے تھے۔

دارُالعلوم میں قربانی کے مسئلے کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں عیدالفطر اَور عیدالاضحیٰ دونوں کی نمازیں نہیں پڑھ سکا اَور یہ کہتے ہوے اُن کی آواز بھرّا گئی اَور وہ آب دیدہ ہوگئے۔ ہم لوگوں نے

اُنھیں تسلّی دی کہ حضرت! آپ کی نیت چونکہ نماز پڑھنے کی تھی اَور آپ میں اِس کی سکت نہ تھی اِس لیے آپ کو نماز کا ثواب مل گیا، اِنشاء اللہ آپ کا رب آپ کو محروم نہ کرے گا، آپ خاطر جمع رکھیں کہ آپ کو ثواب مل چکا۔ یہ سن کر اُن کے چہرے پر ایک چمک سی نمودار ہوئی اَور وہ قدرے مطمئن سے نظر آئے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو دارُ العلوم کی عالمی شہرت کو مزید عالمیّت دینے، بالخصوص عالمِ عرب کے علماء و مفکرین سے رابطہ رکھنے سے بھی خاصی دلچسپی تھی۔ وہ جب تک صحت مند رہے راقم کو تاکید کرتے رہے کہ عرب ممالک کے سفارت خانوں کو رمضان المبارک عیدالفطر و عیدالاضحیٰ اَور اُن ممالک کے قومی دِن کے موقع سے تہنیتی خطوط ضرور روانہ کیے جائیں، وہ دلچسپی کے ساتھ راقم سے خطوط تیار کرواتے اَور اُنھیں ٹائپ کروا کے روانہ کرنے کا حکم فرماتے۔ سعودی عرب، کویت اَور عرب اَمارات وغیرہ کے اہم علماء کو بھی اِس موقع سے مبارکبادی کے خطوط روانہ کرنے کا اہتمام کرتے۔ راقم کو ۱۴۰۴ھ کے شعبان میں دارُ العلوم کی طرف سے بطورِ خاص سعودی عرب کے علماء اہلِ صحافت اَور پڑھے لکھے طبقے سے ملنے کے لیے سعودی عرب بھیجا۔ اِس سلسلے میں راقم سے جو کچھ بن پڑا اُس نے کیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اُس کے وہاں قیام کے دوران فون اَور خطوط کے ذریعے مسلسل رابطے میں رہے۔

راقم کے نام جب بھی عالمِ عربی سے کوئی دعوت نامہ کسی کانفرنس یا کسی تقریب میں شرکت کا ملتا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے جب اُس کا تذکرہ کیا جاتا تو سفر کے تعلّق سے بہت دلچسپی لیتے اَور جو سہولت اُن کے بس میں ہوتی اُس کے فراہم کرنے سے دریغ نہ کرتے۔ وہ چاہتے تھے کہ دارُ العلوم کے اَساتذہ بیرونِ ملک بالخصوص عالمِ عربی کا سفر موقع بہ موقع ضرور کریں تاکہ دارُ العلوم کا بیرونی ممالک سے رابطہ مضبوط ہو اَور وہاں کے لوگ اُس کے کام اَور نام سے اچھی طرح واقف ہوں۔

حضرتؒ کی اِسی دلچسپی کے پیشِ نظر اُن کی شدید کبرسنی میں جب سعودی عرب کی طرف سے حج کا دعوت نامہ اُن کے نام آیا اَور رابطہ عالمِ اِسلامی کی طرف سے ایک سے زائد بار اُس کی بعض اہم کانفرنسوں میں اُس کے جنرل سیکریٹری ڈاکٹر عبداللہ عبدالمحسن ترکی کی طرف سے اُنھیں باِصرار مدعو کیا گیا اَور اُنھوں نے اپنے ضعف اَور بڑھاپے کی وجہ سے عذر کرنا چاہا تو اِس راقم آثم نے اُن کی ہمت بڑھائی اَور بعجلت اَور بکثرت وہاں کے متعلقہ ذمے داروں سے رابطہ کر کے اُن کے سفر کو یقینی بنانے کی کوشش کی۔ (باقی صفحہ ۵۸)

اِسلام کی اِنسانیت نوازی

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری، اِنڈیا ﴾

جنگ میں عورتوں اَور بچوں کو قتل کرنے کی ممانعت :

اِسلام کی تعلیم یہ ہے کہ جنگی جنون میں اِنسان اِتنا مدہوش نہ ہوجائے کہ جو بھی اُس کے سامنے آئے اُسے اَندھادُھند جارحیت کا نشانہ بناتا چلا جائے بلکہ جنگ کی حالت میں بھی اِس بات کا ہوش رکھنا لازم ہے کہ مقابلہ میں کون سامنے ہے؟ جو لوگ مقابلہ میں نہ ہوں یا کمزور اَور بے قصور ہوں جیسے عورتیں، بچے، بوڑھے، اَور دُنیا و مافیہا سے بے خبر ہوکر یکسوئی کے ساتھ عبادت کرنے والے لوگ، تو اِن سے کچھ تعرض نہ کیا جائے۔ ایسے بے قصوروں کو بلا وجہ قتل کردینا اِسلام میں سنگین جرم ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کسی غزوہ کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے ایک مردہ عورت کی لاش دیکھی جسے قتل کردیا گیا تھا تو آپ ﷺ نے عورتوں اَور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا (مسلم شریف ۲/۸۴، مصنف ابن اَبی شیبہ ۶/۴۸۶)

ایک اَور روایت میں ہے کہ خلیفۂ اَوّل اَمیر المؤمنین سیّدنا اَبوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک جہادی لشکر کو روانہ کرتے وقت اُس کے کمانڈر کو دس ہدایتیں اِرشاد فرمائیں : (۱) کسی بچہ کو قتل مت کرنا (۲) کسی عورت پر ہاتھ مت اُٹھانا (۳) کسی ضعیف بوڑھے کو مت مارنا (۴) کوئی پھل دار درخت مت کاٹنا (۵) کسی بکری اَور اُونٹنی وغیرہ کو خواہ مخواہ ذبح مت کرنا، ہاں اگر کھانے کی ضرورت ہو تو حرج نہیں (۷) کسی باغ کو نہ جلانا (۸) کسی باغیچہ میں پانی چھوڑ کر اُسے تباہ مت کرنا (۹) بزدلی مت کرنا (۱۰) غنیمت کے مال میں خیانت مت کرنا۔ (مصنف ابن اَبی شیبہ ۶/۴۸۷)

نیز حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اَکرم ﷺ لشکر روانہ کرتے وقت یہ تاکید فرماتے تھے کہ جو راہب اپنی کٹیوں (اَور آشرموں) میں عبادت میں مشغول ہیں اُن کو قتل مت کرنا۔ (مصنف ابن اَبی شیبہ ۶/۴۸۸)

اِن تفصیلات سے معلوم ہوا کہ اِسلام کسی بھی مرحلہ میں بے قصوروں کے ساتھ زیادتی کو پسند نہیں کرتا

اَور اِس بارے میں اِسلامی تعلیمات فطری طور پر اِنسانیت کی بقا اَور تحفظ کی ضمانت ہیں۔

اِس کے برخلاف آج پوری دُنیا کا حال یہ ہے کہ کسی بھی جنگ کا دائرہ صرف قصور واروں تک محدود نہیں رہتا بلکہ مہلک ترین اِنسانیت کش ہتھیاروں کے ذریعہ قصور وار تو کم ہلاک ہوتے ہیں بیچارے بے قصور عوام زیادہ نشانہ پر آتے ہیں۔ آج جو طاقتیں اپنے کو اِنسانی حقوق کا تنہا ٹھیکیدار کہہ کر اِسلام کو بدنام کرنے میں مشغول ہیں اُن کی پوری تاریخ لاکھوں لاکھ بے قصور اَور بے سہارا اِنسانوں کے خون میں لت پت ہے۔ یہ لوگ اِنسانی حقوق کے بدترین اَور خونخوار قاتل ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اِن کے منہ کو اِنسانی خون کا ذائقہ لگ چکا ہے۔ جاپان کے دوشہروں ''ہیروشیما، ناگاساکی'' کی ایٹم بم سے تباہی جس میں کئی لاکھ اَفراد چند لمحوں میں لقمۂ اَجل بن گئے، پھر اَفغانستان کی طویل خانہ جنگی جس میں کم وبیش ۳۰ لاکھ اَفراد کام آچکے ہیں، اَور مشرقِ وسطی میں اِسرائیلی دہشت گردی (جس کی پشت پناہی پوری مغربی دُنیا کر رہی ہے) جس نے ہزارہا ہزار عربوں اَور فلسطینیوں کو تہہ تیغ کر دیا ہے اَور یہ سلسلہ اَب بھی برابر جاری ہے۔ نیز عراق پر اَمریکی پابندیاں جس کے نتیجہ میں ایک رپوٹ کے مطابق ۱۶ لاکھ عراقی بچے موت کی آغوش میں پہنچ چکے ہیں۔ اَور چیچنیا، کوسووا، اَلجزائر اَور نائیجریا وغیرہ میں خانہ جنگی کے رِستے ہوئے ناسور جن میں مغربی طاقتیں بِلا واسطہ یا بالواسطہ ملوث ہیں، اَور اِس سے قبل برطانوی سامراج کے مظالم کی اَلمناک اَور کربناک داستانیں اِس بات کی گواہ ہیں کہ اِسلام کو اِلزام دینے والی طاقتیں خود اِنسانیت کی پیشانی پر بدنما داغ ہیں، اِنہیں اِنسانیت عزیز نہیں بلکہ صرف اَور صرف اپنے مفادات عزیز ہیں۔ اِن کی اِنسانیت کشی کے دھبوں سے آج پوری اِنسانیت داغدار ہے اَور ہر منصف مزاج اِنسان آج اِن کی حرکتوں سے نالاں اَور متنفر ہے اَور مظلوموں کی آہیں اِن کا تعاقب کر رہی ہیں۔

مثلہ کرنے اَور آگ میں جلانے کی ممانعت :

ہر اِنسان کے اعضاء اِسلام کی نظر میں قابلِ احترام ہیں لہٰذا کسی عضو اِنسانی کا بگاڑنا زندگی میں یا مرنے کے بعد کسی کے لیے جائز نہیں ہے۔ اِسلام اِس معاملہ میں مسلم یا غیر مسلم کی کوئی تفریق نہیں کرتا۔ شریعتِ اِسلامی میں مثلہ (اعضاء کا بگاڑنا) قطعاً منع ہے۔ حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ہمیں صدقہ دینے کی ترغیب دیتے تھے اَور مثلہ کرنے سے منع فرماتے تھے۔ (ابوداؤد شریف ۲/۳۶۲)

اِسی طرح کسی قیدی یا مجرم کو آگ میں زِندہ جلانا بھی شرعاً منع ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا :

اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ اُعَذِّبُ بِعَذَابِ اللّٰہِ اِنَّمَا بُعِثْتُ بِضَرْبِ الرِّقَابِ وَشَدِّ الْوَثَاقِ. (مصنف ابن ابی شیبة ٦/ ٤٨٩)

''مجھے اِس لیے نہیں بھیجا گیا کہ میں (لوگوں کو) اللہ کا (مخصوص آگ کا) عذاب دُوں بلکہ مجھے تو (دُشمنوں کی) گردن اُڑانے اَور اُنھیں قید کرنے کا حکم دے کر بھیجا گیا ہے۔''

یہ ہے اِسلام میں اِنسانی حقوق کا چارٹر! کہ کسی بدترین دُشمن کے ساتھ بھی غیر اِنسانی سلوک کی اِسلام میں اِجازت نہیں۔

اَب ذرا دُوسری طرف نظر ڈالیے، اِسلام کو بدنام کرنے والی طاقتیں جو ہر وقت اِنسانی حقوق کا نام جپتے نہیں تھکتیں آج اُنھوں نے مہلک ترین اَور خوفناک اِنسانیت کش ہتھیاروں سے دُنیا کو بھر دیا ہے، آج تمام بڑی طاقتیں زمین کے بڑے حصہ پر ہولناک تباہی مچانے والے ہتھیاروں سے نہ صرف لیس ہیں بلکہ یہ ہتھیار اپنے مفادات کے لیے نہایت بے رحمی سے استعمال بھی کر رہی ہیں۔ اَبھی حالیہ جنگ اَفغانستان میں اِن ہی امن کے نام نہاد علمبرداروں نے مل کر ہزار ہا ہزار ٹن بموں کی بارش برسائی جنھوں نے آبادیوں کی آبادیاں تہس نہس کر ڈالیں، نشانہ لگا لگا کر بے قصور اَفراد کو زِندہ جلا ڈالا۔ آج اَفغانستان کے جنگلوں میں، کوہستانوں میں، وادیوں میں اَور آبادیوں میں اِنسانی اعضاء کے چیتھڑے بکھرے پڑے ہیں، کتنی لاشوں کو وہاں گور وکفن نصیب نہیں ہوا، کتنے غار وحشیانہ بمباری سے زندہ اِنسانوں کے مدفن بن گئے۔ آج دُنیا کا یہ غریب ترین ملک یتیموں اَور بیواؤں کی آہوں اَور سسکیوں کی آماجگاہ بن چکا ہے، گھر گھر میں ماتم ہے آنسوؤں کا سیلاب ہے جو تھمنے میں نہیں آرہا ہے۔

مگر آج مغربی طاقتوں کا ''خوفناک عفریت'' اِن بے قصوروں کی لاشوں پر فتح کا رقص منا رہا ہے اَور ساری دُنیا اِس زہریلے رقص کا خاموش تماشہ دیکھ رہی ہے۔ یہ نسل کشی اَور اِنسانیت کی پامالی نہیں تو اَور کیا ہے؟ یہ ظالم اَور ملعون طاقتیں آخر کس زبان سے اِنسانی حقوق کا نام لیتی ہیں؟ اِن کے لیے تو اِنسانیت کا نام لینا بھی باعثِ شرم وعار ہے۔ یہ اِنسانیت کے بَرملا قتلِ عام کے بین الاقوامی مجرم ہیں جو اپنا جرم چھپانے کے لیے اِسلام جیسے مقدس اَور اَمن وآشتی کے علم بردار مذہب کو نشانہ بنا رہے ہیں۔

پھونکوں سے یہ چراغ بُجھایا نہ جائے گا :

مگر یہ یاد رکھیں کہ اِسلام اَور اِس کی تعلیمات ہمیشہ سے روشن ہیں اَور روشن رہیں گی اَور دُنیا میں جب بھی کسی کو سکون کی تلاش ہوگی اَور عالمی فتنہ وفساد سے گھبرا کر اَمن واَمان کی فضا میں سانس لینے کی ہوک اُٹھے گی تو صرف اَور صرف اِسلام ہی کا دامن ایسا نظر آئے گا جہاں مظلوموں کو اِنصاف ملے گا اَور سکون سے محروم لوگوں کو طبعی سکون میسر آئے گا۔ اِس لیے کہ اِس کرۂ اَرض پر اِسلام سے زیادہ اِنسانیت نواز اَور اِنسانی حقوق کا ضامن نہ کوئی مذہب ہے اَور نہ کسی نظریہ میں اِتنی جامعیت ہے جو ساری دُنیا کی اِنسانی ضرورتوں کی تکمیل کر سکے۔ یہ وہ فطری مذہب ہے جسے خلّاقِ کائنات نے اپنی عظیم حکمت اَور وسیع الشان علم کا مظہر بنا کر اپنے بندوں کے سامنے پیش کیا ہے، لہٰذا اِس سے بہتر اَور اِس سے برتر نہ کوئی مذہب ہے اَور نہ ہو سکتا ہے اَور اِس سے بغض رکھنے والے خواہ اِس پر کتنی ہی کیچڑ اُچھالیں اِس کی تابناکی میں نہ کوئی فرق آیا ہے نہ آسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اعلان فرمایا ہے :

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ .

(سُورۃ الصف ۸)

''چاہتے ہیں کہ بُجھا دیں اللہ کی روشنی اپنے منہ سے (پھونک مار کر) اَور اللہ کو پوری کرنی ہے اپنی روشنی گو کافر لوگ کیسے ہی ناخوش ہوں۔''

بیشک اللہ کا فرمان برحق ہے اَور اِنشاء اللہ دیر سویر دُنیا پر دینِ حق غالب ہوکر رہے گا اَور اُس کے مخالف ذلیل ورُسوا ہو کر تاریخ کا عبرت ناک باب بن جائیں گے۔ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ. وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔

مذہبی رَواداری

﴿ حضرت مولانا محمد حنیف صاحب جالندھری، ناظمِ اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ ﴾

مذاہب کے درمیان مفاہمت اَور مکالمہ کی بات ایک عرصہ سے دُنیا بھر میں چل رہی ہے اَور مختلف مذاہب اَور نظریات کے حضرات اِس پر اِظہارِ خیال کر رہے ہیں۔

عام طور پر اِس حوالہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان رَواداری، مفاہمت اَور مکالمہ و گفتگو کی فضاء کو فروغ دینا ہر دَور میں ضروری رہا ہے مگر اَب جبکہ فاصلوں کے مسلسل سمٹتے چلے جانے کے بعد دُنیا ایک گلوبل ویلیج کی صورت اِختیار کر رہی ہے اِس کی ضرورت پہلے سے زیادہ بڑھ رہی ہے تاکہ مختلف مذاہب اَور عقائد و نظریات کے لوگ مل جُل کر ایک سوسائٹی میں رہ سکیں اَور مذہب کے حوالہ سے جو اِختلافات ہیں وہ کشمکش اَور تصادم کی صورت اِختیار نہ کریں۔ مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان کشیدگی اَور تنازعات کے شدت پسندانہ اِظہار کو بھی اِس ضرورت کی ایک وجہ قرار دیا جا رہا ہے اَور اِس میں کوئی شک نہیں کہ ماضی میں مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے درمیان تصادم، محاذ آرائی اَور قتل و قتال کا جو سلسلہ صدیوں سے جاری ہے اُس کا تسلسل آج بھی موجود ہے اَور عنوان تبدیل ہونے کے باوجود وہ مذہبی شدت پسندی اَور اِنتہاء پسندی بدستور اِنسانی معاشرے میں موجود ہے۔

گزشتہ صدیوں میں یہودیوں اَور مسیحیوں کے درمیان جو کچھ ہوا ہے اُس کی ایک ہلکی سی جھلک ''ہولوکاسٹ'' کے حوالہ سے بیان کی جانے والی تلخ داستان کی صورت میں دیکھی جا سکتی ہے اَور مسیحی مذہب کے کیتھولک پروٹسٹنٹ اَور آرتھوڈکس فرقوں کے درمیان طویل خانہ جنگی کی صدائے بازگشت شمالی آئرلینڈ کی فضاؤں میں اَب بھی سنائی دیتی ہے جبکہ مشرقی یورپ کے ممالک کے کمیونزم کے شکنجے سے نکل جانے کے بعد وہاں کی مسلم آبادی بالخصوص بوسنیا کے مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے وہ بھی لوگوں کے ذہنوں میں تازہ ہے۔ اَلغرض مسلمانوں اَور مسیحیوں، مسیحیوں اَور یہودیوں، فلسطین میں یہودیوں اَور مسلمانوں اَور مختلف اَدوار میں اِن مذاہب کے باقی فرقوں کے درمیان داخلی طور پر خونریزی اَور تصادم کی ایک لمبی تاریخ ہے جو مختلف

محاذوں پر اَب بھی جاری ہے اَور اِس صورتِ حال کو قابو میں لانے کے لیے اہلِ مذاہب کے درمیان مکالمہ اَور مفاہمت کے فروغ کے لیے مختلف سطحوں پر کام ہو رہا ہے۔

اِس تصادم اَور خونریزی کو ختم کرنے کے لیے ایک حل یہ تجویز کیا گیا ہے جس پر دُنیا کے ایک بڑے حصہ میں عمل ہو رہا ہے کہ سرے سے مذہب کے وجود کی یا کم اَز کم سوسائٹی کے اِجتماعی معاملات سے اِس کے تعلق کی نفی کر دی جائے اَور مذہب سے اِنکار یا اِسے محض فرد کا ذاتی معاملہ قرار دے کر اِس کے معاشرتی کردار کو ختم کر دیا جائے لیکن یہ سوچ اَور طریق کار منفی اَور غیر فطری ہونے کی وجہ سے بالآخر ناکام ہوتا جا رہا ہے اَور دُنیا کے مختلف معاشروں میں مذہب کے معاشرتی کردار کی واپسی کا عمل دِھیرے دِھیرے بڑھتا نظر آ رہا ہے جس نے دَانش کی اعلیٰ سطح کو اِس طرف متوجہ کیا ہے کہ مذہب کی نفی کرنے کے بجائے مذہب کے کردار و عمل کو باہمی مفاہمت و مکالمہ کے ذریعہ آگے بڑھایا جائے اَور مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان مذاکرات و مفاہمت کی فضاء پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ یہ حقیقت ایک بار پھر اِنسانی سوسائٹی میں خود کو تسلیم کراتی دِکھائی دے رہی ہے کہ مذہب کو ایک فرد اَور اِنسان کی بھی ضرورت ہے اَور معاشرہ اَور سوسائٹی کی بھی ضرورت ہے جسے کسی صورت میں نظر اَنداز نہیں کیا جا سکتا۔

پھر یہ مفروضہ بھی محض تکلّف کی حیثیت رکھتا ہے کہ چونکہ مذہب کی وجہ سے تنازعات جنم لیتے ہیں اَور باہمی تصادم اَور خانہ جنگی کی صورتِ حال پیدا ہوتی ہے اِس لیے اِس کی نفی کر دی جائے اِس لیے کہ مذہب کے علاوہ اَور بھی عوامل موجود ہیں جو اِنسانی سوسائٹی میں منافرت، باہمی جنگ وجدال اَور قتل و غارت کا باعث بنتے ہیں۔ پہلی جنگِ عظیم اَور دُوسری جنگِ عظیم کے اَسباب میں مذہب کا کوئی تذکرہ نہیں ہے اَور قومیت، رنگ و نسل، علاقائیت، زبان اَور نسلی عصبیت کا اِنسانوں کو لڑانے اَور خون بہانے میں کردار کسی سے مخفی نہیں ہے اِس لیے مذہب کو سوسائٹی میں جنگ وجدال، اِنتہاء پسندی اَور قتل و غارت کا باعث قرار دے کر اِس کی نفی کرنے اَور سوسائٹی کے اِجتماعی معاملات سے مذہب کے بے دخل کرنے کا فلسفہ غیر فطری اَور غیر حقیقت پسندانہ ہے اَور اِسی وجہ سے اِسے کامیابی کی طرف بڑھنے کا کوئی راستہ نہیں مل رہا۔

مذہبی رَواداری کا ایک اَور فلسفہ آج کل زیرِ بحث ہے کہ تمام مذاہب کے مشترکات کو جمع کر کے ایک مشترکہ مذہب تشکیل دیا جائے اَور جن اَقدار و رَوایات کی سوسائٹی کو ضرورت ہے اُنہیں ایک ''متحدہ مذہب''

کی صورت میں فروغ دیا جائے۔ اِسی فلسفہ کے تحت پانچ سو سال قبل برصغیر میں مغل بادشاہ ''جلال الدین اکبر'' نے ''دینِ اِلٰہی'' تشکیل دیا تھا جو اِنسانی سوسائٹی کے مزاج اَور نفسیات سے مطابقت نہ رکھنے کی وجہ سے فیل ہو گیا تھا اَور اُسی کا ناکام تجربہ آج کل ''بہائی مذہب'' کی طرف سے اِس طرح کیا جارہا ہے کہ بعض بڑے مراکز میں تمام مذاہب کی عبادت گاہیں ایک چھت کے نیچے بنا کر یہ کہا جارہا ہے کہ یہ ''اِتحاد بین المذاہب'' کی عملی صورت ہے کہ مختلف مذاہب کے پیروکار ایک چھت کے نیچے اپنے اپنے عقیدہ کے مطابق عبادت کرتے ہیں مگر یہ غیر فطری تجربہ بھی ناکامی کے سوا کچھ حاصل نہیں کر پارہا اَور ایک محدود اَور مخصوص طبقہ کے سوا کسی کی توجہ حاصل نہیں کر سکا۔

''بین المذاہب'' مفاہمت کی ایک صورت یہ ہے کہ ہر شخص اَور ہر طبقہ اپنے اپنے عقیدہ پر قائم رہتے ہوئے اِس پر عمل کرے مگر دُوسروں کا وجود تسلیم کر کے اُن کا احترام ملحوظ رکھے اَور باہمی احترام اَور مفاہمت کی فضاء قائم کی جائے۔

جنابِ نبی اَکرم ﷺ نے اِس سلسلہ میں جو ہدایات دی ہیں اَور جس طرح دَورِ نبوی ﷺ اَور خلافتِ راشدہ کے دور میں مسلمانوں اَور اِسلام کی راہ میں مزاحمت نہ کرنے والے غیر مسلموں کے درمیان جس طرح تعلقات رہے ہیں اَور خلفاءِ راشدینؓ نے اِسلامی ریاست میں رہنے والے غیر مسلموں کے حقوق و مفادات کا جس طرح تحفظ کیا ہے وہ تاریخ کا ایک روشن باب ہے جبکہ بنو عباس، بنواُمیہ، بنوعثمان اَور اُندلس کی مسلمان حکومت کے زمانے میں غیر مسلم جس اَمن کے ماحول میں اِسلامی ریاست میں زندگی بسر کرتے رہے ہیں اُسے اِس رَواداری اَور برداشت کی مثال کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔

وطن عزیز اِسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور و قانون اَور معاشرتی روّیہ میں غیر مسلموں کے لیے رواداری اَور مفاہمت کا جو ماحول پایا جاتا ہے اُس کا بھی جائزہ لینے کی ضرورت ہے اِس لیے کہ پاکستان میں رہنے والی اَقلیتوں کو تمام وہ حقوق حاصل ہیں جو بنیادی اَور شہری حقوق میں شمار ہوتے ہیں لیکن دو تین معاملات ایسے ہیں جن میں تحفظات پائے جاتے ہیں اَور بین المذاہب مفاہمت کے فروغ کی کوشش میں اُن کا لحاظ رکھنا ضروری ہے مثلاً ''دستورِ پاکستان'' ملک کی مسلم اَکثریت اَور اقلیتوں کے درمیان ''معاہدہ'' کی حیثیت رکھتا ہے جو سب کے اِتفاق سے منظور اَور نافذ ہوا ہے۔ اگر سب لوگ اِس دستور کے مطابق چلیں تو کوئی مسئلہ

کھڑا نہیں ہوگا لیکن جب اِس دستور کو یا اِس کے اِسلامی تشخص کو چیلنج کیا جاتا ہے تو شکایات پیدا ہوتی ہیں اَور مسلمان اکثریت کے لیے یہ بات قبول نہیں ہوتی کہ پاکستان کی اِسلامی بنیادوں اَور دستور کے اِسلامی تشخص کی نفی کی جائے۔

دُوسرے نمبر پر حقوق کے نام پر جب کچھ عناصر پاکستان کے اِسلامی تشخص کے خلاف عالمی اِستعمار کی یلغار اَور مہم کا حصہ بنتے ہیں تو اِس سے اِشتعال پیدا ہوتا ہے مثلاً ناموسِ رسالت ﷺ کے تحفظ کا قانون دیکھ لیجیے۔ جب اِسے مکمل طور پر ختم کرنے کی بات کی جاتی ہے تو یہ عالمی سیکولرزم کے اُس ایجنڈے کی تائید ہوتی ہے جس پر وہ پاکستان کے اِسلامی تشخص کو ختم کرنے کے لیے عمل کر رہا ہے۔ اِس قانون کے مبینہ طور پر غلط اِستعمال کو روکنے کی بات اِس سے مختلف ہے اَور سرے سے قانون کو ختم کرنے کی بات قطعی طور پر اِس سے اَلگ ہے۔

اَنبیاء کرام علیہم السلام کی توہین تمام مذاہب میں سنگین جرائم کی فہرست میں آتی ہے اَور اِس پر موت کی سزا بائیبل میں بھی مذکور ہے اِس لیے جب اِسے قانون سے بالکل ختم کرنے کا مطالبہ ہوتا ہے تو اِس سے کسی مذہب کی نمائندگی نہیں ہوتی بلکہ مذہب کی نفی کرنے والے عالمی سیکولرزم کی تائید وتقویت ہوتی ہے جس سے مسلمانوں کو شدید اِختلاف ہے۔

اِسی طرح قادیانیت کا مسئلہ ہے کہ قادیانی گروہ سرے سے پاکستان کے دستور کو تسلیم نہیں کر رہا اَور منتخب پارلیمنٹ کے متفقہ دستوری فیصلہ کو مسترد کر رہا ہے اِس لیے جب مذہبی آزادی کے نام پر قادیانیوں کے اِس غیر دستوری اَور غیر جمہوری روّیے کی تائید کی جاتی ہے اَور اُنہیں سپورٹ کیا جاتا ہے تو اِس سے مسلم اَکثریت کے جذبات کا مشتعل ہونا فطری بات ہے۔

اِن گزارشات سے مقصد یہ ہے کہ بین المذاہب مفاہمت کے فروغ اَور مکالمہ بین المذاہب کے لیے جب ہم بات کرتے ہیں تو اِس کے اَہداف ہمارے سامنے ہونے چاہئیں اَور اِبہام کی فضاء میں مذہبی شدت پسندی کا عنوان دے کر مذہبی حلقوں کو خواہ مخواہ ہدفِ تنقید بنا کر ہمیں کنفیوژن میں اِضافہ نہیں کرنا چاہیے۔ گول مول باتوں اَور اِبہام کی فضاء سے کنفیوژن بڑھتا ہے اَور مسائل حل ہونے کے بجائے مزید اُلجھ کر رہ جاتے ہیں۔

''اِسلامی جمہوریہ پاکستان'' میں بین المذاہب مفاہمت کا سب سے بڑا نکتہ یہ ہے کہ ہم سب اِس دستور کا اِحترام اَور اِس کی حدود کی پابندی کریں جو ہمارے درمیان سوشل کنٹریکٹ کی حیثیت رکھتا ہے اَور ہم سب نے اِس کی وفاداری کا عہد کر رکھا ہے۔

دُوسرے نمبر پر یہ ضروری ہے کہ باہمی شکایات و مشکلات کا حل ہمیں اپنے ملک کے اَندر اَور دستور کے دائرے میں تلاش کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اَور اِس کے لیے پاکستان کے بارے میں مخصوص منفی اِیجنڈا رکھنے والے عالمی اِستعمار کو ملکی معاملات میں دخل اَندازی کا موقع دینے سے گریز کرنا چاہیے کہ یہ ملکی مفاد کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ مسائل و مشکلات کے حل کے لیے بھی کسی صورت میں فائدہ مند نہیں ہے۔

تیسرے نمبر پر یہ ضروری ہے کہ مختلف مذاہب کے مذہبی رہنماؤں کے درمیان وقتاً فوقتاً مل بیٹھنے اَور مشترکہ مسائل اَور مشکلات و شکایات پر غور کرنے اَور باہمی مشاورت و اعتماد کے ساتھ اُن کا حل تلاش کرنے کا کوئی ایسا نظام ضروری ہے جو نارمل حالات میں بھی قائم رہے اَور ملاقاتوں اَور تبادلہ خیالات کا سلسلہ اِس کے ذریعہ جاری رہے۔

❁ ❁ ❁

بقیہ : دارُالعلوم دیوبند کے مردِ دَانا و دَرویش کی رِحلت

اللہ کے فضل سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اُن اَسفار کے لیے آمادہ ہوجانے کی ہمت ہوئی اَور اپنے فرزند برادرِ مکرم مولانا اَنوار الرحمٰن صاحب قاسمی کی رفاقت میں اُن کے یہ اَسفار ہوئے، اِس سلسلے میں اگر کسی مقالے اَور تحریر کی ضرورت محسوس کی گئی تو راقم کو اُسے بھی تیار کرنے اَور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بے پناہ دُعاؤں اَور اُن کی خوشنودی و مسرت کے حصول کی سعادت حاصل کرنے کا موقع ملا۔ وہ کم گو تھے، اِس لیے زبان سے تو زیادہ کچھ نہ کہتے تھے لیکن ایسے موقع سے اُن کی خوشی اَور راقم کے لیے دُعاؤں کی لکیریں اُن کے چہرے پر واضح طور پر پڑھتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اُن کی خاموشی ہزاروں گویائیوں پر بھاری لگتی تھی۔ وہ ایسے مواقع سے واپسی پر کوئی خاص تحفہ راقم کے لیے ضرور لاتے اَور اُس کی اپنے پاس حاضری کے وقت بذاتِ خود اُس کو پیش فرماتے یا کسی خادم کے ذریعے اُس کی رہائش گاہ پر بڑے اہتمام سے بھجواتے۔ (جاری ہے)

دینی مسائل

﴿ وقف کا بیان ﴾

اپنی جائیداد کو اَللہ تعالیٰ کی ملکیت کے حکم پر روک رکھنے اَور جس پر چاہے اُس کی منفعت صرف کرنے کو وقف کرنا کہتے ہیں۔

وقف کن چیزوں میں ہوتا ہے :

(1) جائیدادِ غیر منقولہ

(2) اَشیائے منقولہ

(i) ہتھیار اَور گھوڑے (ii) جائیدادِ غیر منقولہ کے ضمن میں اَشیائے منقولہ کا وقف (iii) دیگر اَشیائے منقولہ مگر اِس شرط سے کہ اُن کو وقف کرنے کا رواج اَور تعامل ہو مثلاً جنازے کی چارپائی، جنازے کی چادر، مصاحف، کتابیں اَور روپیہ پیسہ وغیرہ۔

وقف کن اِلفاظ سے ہوتا ہے :

وقف اِس طرح کے اِلفاظ سے ہوتا ہے : میری یہ جائیداد مساکین پر ہمیشہ کے لیے وقف ہے یا میری یہ جائیداد اللہ تعالیٰ کے لیے ہمیشہ کے واسطے وقف ہے۔ ہمیشہ کا لفظ نہ بھی اِستعمال کریں تب بھی وقف ہوجاتا ہے کیونکہ وقف تو ہوتا ہی وہ ہے جو اَبدی اَور دائمی ہو۔

اِسی طرح یوں کہے کہ میری جائیداد خیر کے کام میں وقف ہے یا فقط یوں کہے میری جائیداد وقف ہے تو اِس سے بھی وقف ہوجاتا ہے۔ اَور اگر وقف کا لفظ بھی اِستعمال نہ کرے اَور یوں کہے اِس مکان کا کرایہ ہمیشہ کے لیے مساکین کے واسطے ہے تو اِس سے بھی وقف ہو گیا۔

وقف کی شرائط :

(1) وقف کرنے والا عاقل بالغ ہو :

(2) وقف کرنے والا وقف کرنے کے وقت جائیداد کا پکا مالک ہو اگرچہ بیع فاسد سے ہو :

مسئلہ : اگر غاصب نے غصب شدہ جائیداد وقف کی تو وقف صحیح نہ ہوگا اگرچہ بعد میں وہ مالک سے خرید ہی لے، اگر وقف کرنا چاہتا ہے تو خریدنے کے بعد نئے سرے سے وقف کرے۔

(3) مسلمان کے وقف کے لیے یہ شرط ہے کہ مسلمانوں کے نزدیک وہ ثواب کا کام ہو :

مسئلہ : ذمی اگر ایسا وقف کرے جو ہمارے اَور ذمیوں دونوں کے نزدیک ثواب کا کام ہو مثلاً فقراء پر وقف ہو یا مسجد قدس (بیت المقدس) پر وقف ہو تو اِس کا وقف صحیح ہے۔ اَور اگر ایسا کام ہے جو صرف ہمارے نزدیک نیکی کا ہے مثلاً حج وعمرہ کے لیے وقف کرنا یا ایسا کام ہو جو صرف ذمیوں کے نزدیک کارِ خیر ہے مثلاً گرجے، مندر پر وقف کرنا تو یہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ : اگر کوئی کافر اپنے اعتقاد میں مسجد کی تعمیر کو نیکی اَور ثواب کا کام سمجھے اَور اِس طرح مسجد یا اُس کی تعمیر کے لیے چندہ دے تو اُس کا چندہ لینا درست ہے لیکن اگر بعد میں اُس کا مسلمانوں پر احسان رکھنے کا اَندیشہ ہو تو اُس سے چندہ نہ لیا جائے۔

مسئلہ : مرتد وقف کرے تو وہ صحیح نہیں۔ اگر مسلمان نے فقراء پر کچھ وقف کیا پھر اَلعیاذ باللہ مرتد ہو گیا تو وہ وقف باطل ہو جاتا ہے۔

(4) وقف نقد اَور غیر مشروط ہو :

مسئلہ : وقف مشروط ہو مثلاً یوں کہا اگر میں نے فلاں سے بات کی تو میری جائیداد وقف ہے تو یہ وقف صحیح نہیں۔

مسئلہ : وقف کے ساتھ یہ شرط کی کہ اگر میں چاہوں گا تو اِس کو ختم کر دُوں گا تو یہ وقف صحیح نہیں۔

(5) وقف موت کے بعد کی طرف منسوب نہ ہو :

مثلاً اگر یوں کہا میرے مرنے پر میرا مکان فقراء پر وقف ہوگا تو یہ فی الحال وقف نہ ہوگا بلکہ وقف کی وصیت ہوگی جس سے دیگر وصیتوں کی طرح رُجوع بھی صحیح ہے۔

مسئلہ : اگر کہا میرا مکان کل وقف ہے تو یہ وقف صحیح ہوگا اَور آج ہی وقف ہو جائے گا۔

(6) وقف کی جانے والی جائیداد متعین ہو اَور معلوم ہو :

مسئلہ : اگر کہا میری اِس زمین کا ایک حصہ وقف ہے تو یہ وقف صحیح نہیں اگرچہ بعد میں اُس حصہ کو

بیان کردے۔

مسئلہ : اگر درخت لگی زمین وقف کی لیکن درختوں کا اِستثناء کیا تو وقف صحیح نہیں کیونکہ جب درخت اپنے موقع سمیت مستثناء ہوئے تو باقی زمین مجہول اَور غیر متعین رہ گئی۔

مسئلہ : اگر کہا اِس زمین میں میرا حصہ وقف ہے تو وقف صحیح ہو گیا، اَلبتہ مسجد اَور قبرستان میں وقفِ مشاع جائز نہیں اِن میں وقف صحیح ہونے کے لیے تقسیم ضروری ہے۔

مسئلہ : اگر مشترکہ جائیداد ہو اَور تمام شریک اِس کو وقف کردیں اَور ایک ہی وقت میں متولی کو قبضہ دے دیں تو وقف صحیح ہوگا۔

(7) وقف اَبدی اَور دائمی ہو وقتی و عارضی نہ ہو :

مسئلہ : اگر کہا میرا مکان ایک ماہ کے لیے یا ایک سال کے لیے فقراء پر وقف ہے اِس کے بعد پھر میں اِس کا مالک ہوں تو یہ وقف صحیح نہیں۔

مسئلہ : اگر خاص معین شخص پر وقف کیا اَور یوں کہا کہ زید پر وقف ہے تو وقف صحیح نہیں کیونکہ صرف زید پر وقف عارضی ہو سکتا ہے اَبدی اَور دائمی نہیں اِس لیے کہ زید تو کچھ عرصہ بعد مر جائے گا۔ اَلبتہ اگر یوں کہا کہ زید پر وقف صدقہ ہے تو وقف صحیح ہوگا اَور زید کی وفات کے بعد دیگر فقراء پر وقف ہوگا۔

مسئلہ : اَلبتہ اگر کسی خاص مسجد پر وقف کیا کہ اِس کی آمدنی مسجد پر خرچ کی جائے تو جائز ہے کیونکہ مسجد اَبدی ہوتی ہے۔

(8) وقف میں خیارِ شرط نہ ہو :

مسئلہ : مسجد کے علاوہ کسی اَور وقف میں اپنے لیے خیارِ شرط رکھا یعنی یوں کہا میں یہ جائیداد وقف کرتا ہوں اِس شرط کے ساتھ کہ تین دِن تک مجھے اِختیار ہوگا کہ چاہوں تو وقف واپس لے لوں تو یہ وقف صحیح نہیں اگرچہ تین دن کے بعد وقف کو پختہ کردے۔ لہٰذا اگر وقف کرنا ہو تو نئے سرے سے خیارِ شرط کے بغیر وقف کرے۔

مسئلہ : مسجد کے وقف میں خیارِ شرط رکھا ہو تو مسجد کا وقف ہو جائے گا اَور خیارِ شرط باطل ہوگا۔

اَخبارالجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۵/فروری کو کراچی سے جناب حافظ فرید احمد صاحب شریفی جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے۔

۷/فروری کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب جامعہ محمدیہ چوبرجی تشریف لے گئے اَور جامعہ کے طلباء سے تقوی کے موضوع پر تفصیلی بیان فرمایا۔

۱۲/فروری کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب جامعہ مدنیہ جدید کے سابق طالب علم مولانا محمد صاحب مدنی کی خواہش پر تحفظِ ناموسِ رسالت کے جلسہ میں شرکت کے لیے اَوکاڑہ تشریف لے گئے اَور تحفظِ ناموسِ رسالت اَور فتنۂ قادیانیت کے موضوع پر بیان فرمایا۔

۱۱/ربیع الاوّل/ ۱۵/فروری کو جامعہ مدنیہ جدید میں ششماہی اِمتحانات ہوئے، اِمتحانات کے بعد ۱۹/فروری سے جامعہ میں تعطیلات ہوئیں۔ اِنشاء اللہ ۵/مارچ سے دوبارہ تعلیم شروع ہوگی۔

۱۷/فروری کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب جامعہ مدنیہ جدید کے فاضل مولانا صولت صاحب کی دعوت پر سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کے جلسہ میں شرکت کے لیے کالا خطائی شیخوپورہ تشریف لے گئے۔

۱۸/فروری کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب رائیونڈ کے قریب مسجد شہدائے اِسلام میں جمعہ کی نماز پڑھانے کے لیے تشریف لے گئے جہاں آپ نے قناعت کے موضوع پر بیان فرمایا۔

۲۰/فروری کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب جامعہ مدنیہ جدید کے طالب علم محمد رمضان صاحب کی خواہش پر مدرسہ جامعہ قاسمیہ کا سنگِ بنیاد رکھنے کے لیے ضلع قصور تشریف لے گئے جہاں آپ نے مدرسہ کا سنگِ بنیاد رکھ کر جامعہ کی تعمیر وترقی اَور برکت کی دُعا کی بعد اَزاں مختصر بیان فرمایا۔

جامعہ مدنیہ جدید کے چار چار منزلہ چھ مجوزہ دارُالاقاموں (ہاسٹل) میں سے پہلے دارُالاقامہ کی تعمیر کا کام بروز جمعرات ۲۰/ربیع الاوّل مطابق ۲۴/فروری کو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے شروع ہوگیا ہے جس پر چھ کروڑ کی لاگت کا تخمینہ ہے، اہلِ خیر حضرات اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیز و اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ - 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+ V فون نمبر : 36152120 - 42 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر 0-7915 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر 1-1046 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)